عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۳ | ۱۵ تا ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۷

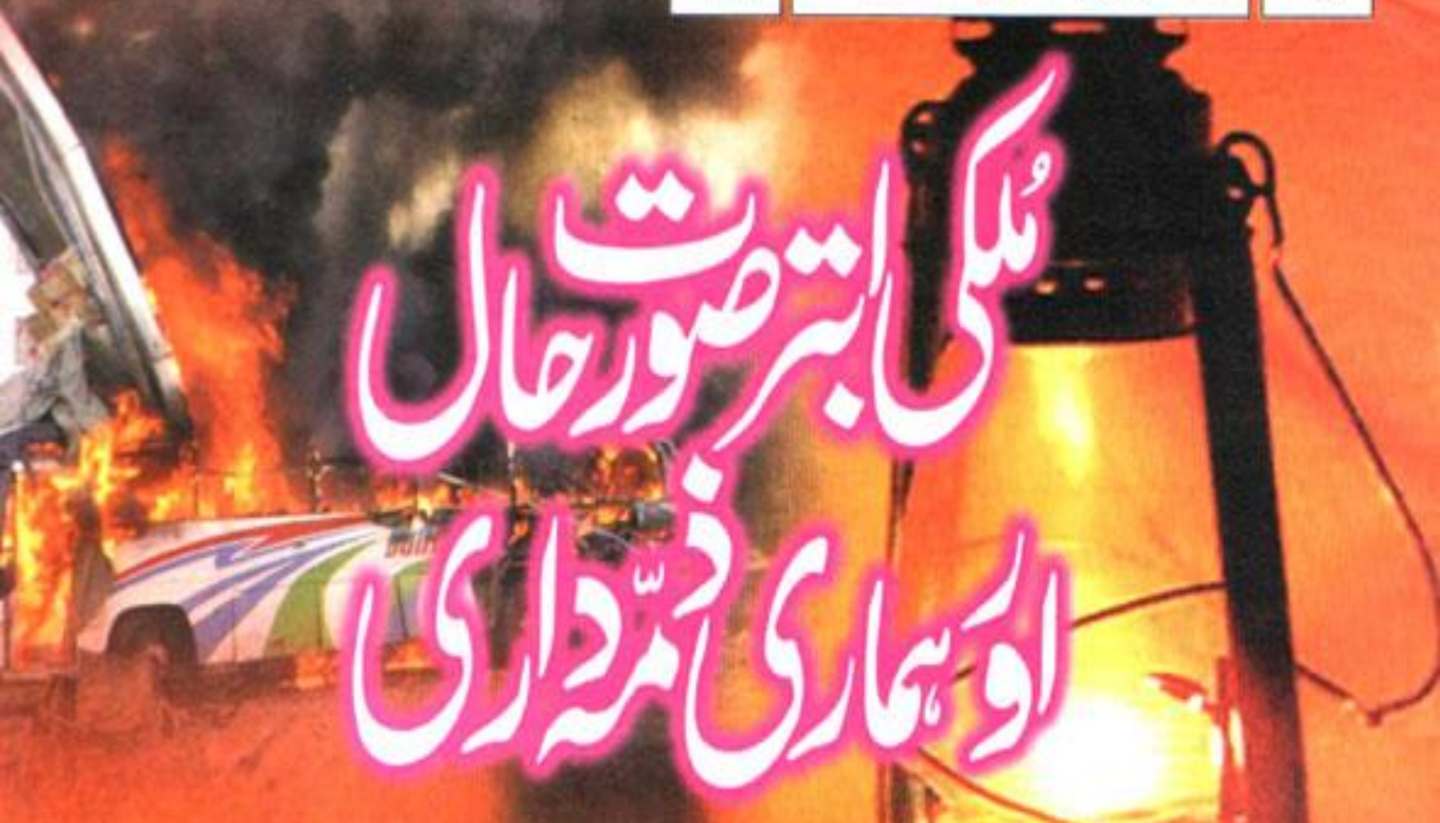

Email: editorkn@yahoo.com



Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

## دین کے نام پر بے دینی کا پرچار

قاری ہلال احمد ربانی، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص ''الہدیٰ انٹرنیشنل پبلی کیشنز'' کی کتابیں مثلاً قرآنی اور مسنون دعائیں، وایاک نستعین، اس کے علاوہ اور دیگر کتابیں چھپوانا اور تقسیم کرنا چاہے ثواب کی نیت سے کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ کیا اس کی کتابیں اس قابل ہیں کہ تقسیم کی جاسکیں۔ براہ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیل سے جواب دے کر ہماری رہنمائی فرمائیں اور اس کو اپنے رسالے میں شائع کردیں تاکہ عوام کی اصلاح ہوسکے۔

ج:......''الہدیٰ انٹرنیشنل'' کی بانی محترمہ جو کہ اپنے زعم میں قرآن وحدیث کی تعلیم دینے میں سرگرم ہیں، انہوں نے خود یہ تعلیم باقاعدہ کسی دینی مدرسے سے حاصل کی ہے اور نہ ہی وہ کسی مستند عالم دین کی رہنمائی میں یہ کام کررہی ہیں بلکہ موصوفہ کا دینی تعلیم کے بارہ میں حدود اربعہ یہ ہے کہ اس نے محض گلاسگو یونیورسٹی (انگلینڈ) سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے اور مذکورہ یونیورسٹی میں غیر مسلم اور مستشرقین اساتذہ سے پڑھنے کے بعد پاکستان میں مسلمان بچیوں کے لئے الہدیٰ انٹرنیشنل کے نام سے ادارہ قائم کرکے نام نہاد دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کردیا ہے، جبکہ بذات خود ڈاکٹر صاحبہ غیر مقلدہ ہیں، تقلید کو ناجائز سمجھتی ہیں، کئی متفقہ دینی مسائل میں علماء حق سے الگ راہ اختیار کرکے انتشار و فساد پھیلانے کا باعث بنی ہوئی ہیں، اپنی رائے اور اپنے نظریات کو قرآن و حدیث کے نام پر مسلمان بچیوں اور عورتوں کے حلقہ میں پھیلا رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے دینی مسائل میں اختلاف و انتشار بڑھتا جارہا ہے اور عوام ذہنی خلفشار کا شکار ہے۔ اس لئے کہ خواتین اور طالبات بنیادی دینی تعلیم سے ناواقفیت کی بنا پر ڈاکٹر صاحبہ سے متاثر ہوکر ان کی گرویدہ ہوجاتی ہیں اور غیر شعوری طور پر دین کی متفقہ باتوں اور احکام کا بھی انکار کردیتی ہیں۔

ڈاکٹر صاحبہ کے نظریات و خیالات کے بارے میں شہید ناموس رسالت حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوریؒ نے ماہنامہ ''بینات'' کراچی (ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ) کے ایک شمارے میں کچھ تحریر کیا تھا۔ اس کے چند اقتباسات یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

''.... گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے انگلینڈ سے درآمد شدہ ایک خاتون جو اپنے آپ کو عقل کل جانتی ہے، اس نے ''الہدیٰ انٹرنیشنل'' کے نام سے عورتوں میں دین کے نام پر بے دینی اور تفسیر کے نام پر تحریف کا بازار گرم کررکھا ہے، اس کی کھلے عام کیسٹس فروخت ہورہی ہیں اور لوگ ہیں کہ اس نسوانی آواز پر مرے جارہے ہیں، چنانچہ مردوں نے تفریح طبع کے لئے ان کیسٹوں کو اپنی گاڑیوں میں لگا کر سننا شروع کردیا ہے اور ان کیسٹوں میں بیان کردہ خود ساختہ مسائل کی روشنی میں ذہنی خلفشار کا شکار ہورہے ہیں، کیونکہ مسلمانوں نے چودہ صدیوں سے یہی سنا تھا کہ: حالت حیض میں قرآن پڑھنا منع ہے اور ناپاکی کی صورت میں اسے ہاتھ لگانا ناجائز ہے، نماز فوت ہوجائے تو اس کی بعد میں قضا پڑھنا لازم ہے اس لئے کہ صحابہ کرامؓ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس میں رہ جانے والی نماز بعد میں باجماعت قضا کی تھی، اسی طرح ان کو معلوم تھا کہ غیر محرم اور اجنبی خواتین سے بالمشافہ ملاقات کرنا اور ان کو دیکھنا ناجائز اور حرام ہے، کچھ پوچھنا بھی ہو تو: ''فاسئلوھن من وراء حجاب''... پس پوچھو ان سے پردہ کے پیچھے... بلکہ اگر کبھی کوئی خاتون باہر نکلے اور کسی مرد سے اس کا سامنا ہوجائے تو مسلمان مرد اور عورت کو چاہئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں کہ ارشاد الٰہی ہے:

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

ہفت روزہ
# ختمِ نبوۃ
ملتان

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ ۱۵تا۲۱ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶تا۲۲فروری ۲۰۱۴ء شمارہ:۷

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

## اس شمارے میں!

| | | |
|---|---|---|
| ملکی ابتر صورت حال اور ہماری ذمہ داری | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| رسول کریم ﷺ کی اہم وصیت | ۸ | مولانا سید ابوالحسن علی ندوی |
| ملالہ یوسف زئی... مغربی سامراج کا نیا مہرہ | ۱۱ | محمد متین خالد |
| ختم نبوت کے اعزاز و ثمرات (۲) | ۱۲ | مولانا سید ابراہیم عابدی |
| صبر و استقامت کی اہمیت (۲) | ۱۵ | مفتی تنظیم عالم قاسمی |
| ایک سبق آموز واقعہ | ۱۸ | مرسلہ حافظ محمد سعید لدھیانوی |
| مغربی ممالک میں اسلام اور مسلمان | ۲۰ | جاوید اختر ندوی |
| مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات!(۹) | ۲۲ | شیخ راحیل، جرمنی |
| علماء و مشائخ کانفرنس، سرائے نورنگ | ۲۵ | مولانا محمد ابراہیم ادھمی |

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

# دُنیا سے بے رغبتی

## اُمیدوں کا کوتاہ ہونا

امام غزالی رحمہ اللہ نے ''اربعین'' میں دُنیا کی مثال بہت ہی عمدہ بیان فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''دُنیا توشۂ آخرت ہے، اور اس سے مقصود یہی ہے کہ مسافران بآسانی اپنا سفر ختم کرسکیں، مگر بے وقوف اور احمق لوگوں نے اسی کو مقصودِ اصلی سمجھ لیا اور طرح طرح کے مشغلوں اور قسم قسم کی خواہشوں میں ایسے پڑے کہ آنے والے وقت کو بالکل بھول گئے۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کی نیت سے روانہ ہو اور جنگل میں پہنچ کر سواری کے گھاس دانہ اور مرکب کے موٹا تازہ کرنے کی فکر میں لگ جائے اور ہم راہیوں سے پیچھے رہ جائے، افسوس ہے اس کی حالت پر کہ تن تنہا جنگل میں رہ گیا اور قافلہ کوچ کرگیا، جس نیت سے چلا تھا یعنی حج وہ بھی گیا گزرا ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جنگلی درندوں نے موٹی تازی سواری کو بھی چیر پھاڑ ڈالا اور اس کو بھی اپنے منہ کا نوالہ بنا گئے۔ یاد رکھو! کہ دُنیا آخرت کی کھیتی اور منزل کا پڑاؤ ہے، اور تم اپنے جسمِ خاکی پر سوار ہوکر سفرِ آخرت کررہے ہو، اس لئے تم کو چاہئے کہ اپنی سواری کا گھاس دانہ بقدرِ کفایت اُٹھاؤ اور سفری ضرورتوں میں کام آنے والا سامان مہیا کرکے وہ بیج بوؤ جس کو آخرت میں کاٹو اور پھر دائمی زندگی آرام سے گزار سکو، اور اگر اس ماتحت سواری کی پرورش و فربہی میں مشغول ہوجاؤگے تو قافلہ کوچ کرجائے گا اور تم منزلِ مقصود پر نہ پہنچ سکوگے۔

دُنیا میں مخلوق کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کشتی پر کچھ آدمی سوار ہوں اور کشتی کسی جزیرے کے کنارے پر آٹھہرے اور کشتی کا ملاح سواریوں کو اجازت دیدے کہ: جاؤ! جزیرے میں اُتر کر اپنی ضرورتیں پوری کرآؤ، مگر ہوشیاری سے کام لینا، جگہ خطرناک ہے اور ابھی سفر دُور دراز پر ہے۔ غرض سواریاں اُتریں اور اِدھر اُدھر منتشر ہوکر کئی اقسام پر منقسم ہوگئیں۔ بعض تو ضروری حاجت سے فارغ ہوتے ہی لوٹ پڑے اور فضول وقت گزارنا ان کو اچھا نہ معلوم ہوا۔ پس دیکھا کہ کشتی خالی پڑی ہے لہٰذا اپنی پسند کے موافق ساری کشتی میں اعلیٰ درجے کی ہوادار اور فراخ جگہ منتخب کرکے وہاں بیٹھ گئے۔ اور بعض جزیرے کی خوشگوار ہوا کھانے اور خوش اِلحان پرندوں کی سریلی آوازوں کے سننے میں لگ گئے، سبز مخملی فرش اور رنگ برنگ کے پھول بوٹوں اور طرح طرح کے پتھروں، درختوں کی گل کاریوں میں مشغول ہوگئے، مگر پھر جلدی ہوش آگیا اور فوراً کشتی کی جانب واپس ہوئے، یہاں پہنچ کر دیکھا کہ جگہ تنگ رہ گئی ہے اور پُربہار وفضا کی جگہوں پر ان سے پہلے آجانے والے لوگ بستر لگاچکے ہیں، لہٰذا اس تنگ ہی جگہ میں تکلیف کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اور چند لوگ اس جزیرے کی عارضی بہار پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ دریائی خوشنما سیپیوں اور پہاڑی خوبصورت پتھروں کے چھوڑنے کو ان کا دل نہ چاہا، پس ان کا بوجھ لاد کر انہوں نے اپنی کمر پر رکھا اور سمندر کے کنارے پر پہنچے کہ کشتی پر سوار ہوں، دیکھا کہ کشتی لبریز ہوچکی ہے کہ اس میں نہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور نہ اس فضول بوجھ کے رکھنے کے لئے کوئی مکان ہے، اب حیران ہیں کہ کیا کریں؟ اِدھر تو بوجھ کے پھینکنے کو نفس گوارا نہیں کرتا اور اُدھر اپنے بیٹھنے تک کو جگہ نہیں ملتی، غرض قہرِ درویش بر جانِ درویش، نہایت دِقت کے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ساتھ ایک نہایت تنگ جگہ گھس بیٹھے اور کنکروں اور پتھروں کے بارگراں کو اپنے سر پر لادلیا، اب ان کی حالت کا تم ہی اندازہ کرلو کہ کیا ہوگی؟ کمر الگ دُکھے گی، گردن جدا ٹوٹے گی اور جس مصیبت وتکلیف کے ساتھ وقت کٹے گا اس کو ان کا ہی دل خوب سمجھے گا۔ اور بعض لوگ جزیرے کے دل افروز حسن پر ایسے عاشق ہوئے کہ کشتی اور سمندر سب کو بھول گئے، پھول سونگھنے اور پھل کھانے میں مصروف ہوگئے اور کچھ خبر نہ رہی کہ کہاں جانا ہے؟ اور یہاں رہ کر کن درندوں اور موذی جانوروں کی غذا بننا ہے؟ آخر سب کے بعد بادلِ نخواستہ ساحل پر پہنچے تو کشتی میں نام کو بھی جگہ نظر نہ آئی، تھوڑی دیر بعد کشتی لنگر اُٹھا کر وہاں سے چل دی اور یہ لوگ کنارے پر کھڑے حسرت بھری نظروں سے اپنے ہم راہیوں کو دیکھتے رہ گئے، آخرکار نتیجہ یہ ہوا کہ جزیرے کے درندوں نے ان کو پھاڑ ڈالا اور موذی جانوروں نے ان کے نازک اور خوبصورت بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ یہی حال بعینہٖ دُنیاداروں کا ہے، اب تم خود غور کرکے سمجھ لو کہ کن لوگوں پر کونسی مثال چسپاں ہوتی ہے۔''

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: یہ آدمی ہے، اور یہ اس کی اَجل ہے (جو قریب ہی کھڑی ہے)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پشت کی طرف کیا، پھر اس کو پھیلایا اور فرمایا: اور وہاں اور وہاں (یعنی بہت دُور) اس کی آرزو ہے۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۵۷)

☆☆..........☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

# ملکی اَبتر صورت حال اور ہماری ذمہ داری!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

پاکستان یوں تو اُس وقت سے جنگ اور دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے جب سے امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور وہاں آ کر بیٹھا ہے۔ لیکن جب سے اس نے افغانستان سے نکلنے کا ارادہ کیا ہے، اس وقت سے یہ لڑائی پاکستان میں کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے اور یوں لگتا ہے کہ دشمن نے پاکستان کے چاروں صوبوں میں بیک وقت ہلہ بول دیا ہے۔

اس لئے کہ صوبہ خیبر پختون خوا کے شہر پشاور میں تبلیغی جماعت کے مرکز میں عین اس وقت دھماکا کیا گیا جب نمازی حضرات مغرب کی نماز میں مشغول تھے، پھر اس کے بعد بنوں میں ایف سی کی گاڑی پر حملہ کر کے کئی فوجیوں کو شہید کر دیا گیا، پھر صوبہ پنجاب کے شہر راولپنڈی میں جی ایچ کیو کے قریب دھماکا کیا گیا، جس سے کئی افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور کئی معذور ہو گئے۔ اُدھر صوبہ سندھ میں کراچی جیسے بڑے شہر میں مولانا محمد عثمان یار خان نائب مدیر جامعہ دار الخیر گلستان جوہر کو دن دہاڑے شاہراہِ فیصل پر دو ساتھیوں سمیت شہید کر دیا گیا اور ان کا ڈرائیور زخمی ہو گیا۔ ادھر صوبہ بلوچستان کے شہر مستونگ میں ہزارہ برادری کے زائرین کی بس پر حملہ کر کے کئی لوگوں کی جانیں لے لی گئیں جو دو دن تک سڑکوں پر سراپا احتجاج بنے رہے۔ الغرض علما، طلبا، تبلیغی جماعت سے وابستہ افراد، صحافی، تاجر، سیاسی کارکن، پولیس، رینجرز، فوج کے جوان، عوام الناس، مساجد، مدارس اور پبلک مقامات میں سے کونسا ایسا ادارہ، گھر یا ایسا مقام ہے جو اس دہشت گردی سے بچا ہوا ہے! کبھی لسانیت کے نام پر خون ریزی برپا کی گئی تو کبھی لوگوں کو تعصب کی بھینٹ چڑھایا گیا۔ کبھی قومیت کے نام پر مسلمانوں کو ذبح کیا گیا تو کبھی ان میں مذہبی فسادات کرائے گئے اور کبھی فرقہ واریت کو ہوا دے کر بے گناہ لوگوں کو تڑپایا گیا۔ پاکستانی ہی ہر شر و فساد میں ذبح ہوتے رہے اور ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے رہے، ہر بار دشمن اپنا فساد برپا کرتا رہا اور ہم ایک دوسرے کو جنازے اٹھاتے دیکھتے رہے۔

دشمن نے صرف اسی پر بس نہیں کی، بلکہ اس نے پاکستانیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارہ میں ایسا بغض وعداوت اور نفرت ووحشت ڈال دی ہے کہ ہر ایک دوسرے کے بارہ میں بات سننا اور کسی مسئلے کے حل کے لیے ایک جگہ بیٹھنے کو بھی گوارا تک نہیں کر رہا۔ کراچی تا خیبر مسلمان فرقوں، ذاتوں اور لسانی بنیادوں پر ایک قوم ہونے کی بجائے مختلف خانوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے حلیف ہونے کی بجائے ایک دوسرے کے حریف بنے ہوئے ہیں، اپنے اپنے مفادات اور مصلحتوں نے ایک دوسرے کو دوریوں اور اختلافات کی راہوں پر گامزن کر دیا ہے، جنہیں مٹانے کی کوئی کوشش نہیں کر رہا۔ اس لئے کہ جب بھی پاکستانی قوم کسی ایک نقطہ پر متفق ہونے کے لئے تیار ہوئی یا کسی شخصیت کو مرجع خلائق بنانے کے لیے آمادہ نظر آئی، دشمن نے فوراً قوم کو تقسیم در تقسیم کی دلدل میں پھینک دیا یا مرجع خلائق بنتی شخصیت کو راستے سے ہٹا دیا تا کہ اگر کوئی اتفاق یا اتحاد کی شکل بننے بھی لگی ہے تو نہ بن سکے۔ اب تک یہی ہوتا آیا ہے، جسے ہر کھلی آنکھ نے دیکھا اور ہر بیدار عقل نے سمجھا۔

دوسری طرف گزشتہ سالوں میں پاکستانیوں کو ایسے حکمران ملے جنہوں نے بیرونی دباؤ کو قبول کرتے ہوئے ہر برائی کو اپنے کھاتے میں ڈالا اور ان

کے اشارۂ ابرو سے دیئے گئے ہر حکم کو فرمانبردار غلام کی طرح من وعن قبول کیا اور اُسے بجالائے۔ اپنے پاکستانیوں کو پکڑ پکڑ کر انہوں نے دشمن کے حوالہ کیا، دشمن کی رسد و راہداری کے لئے اپنے ملک کے تمام راستے کھول دیئے، اپنے ائیر پورٹ اُن کے حوالے کئے، دشمن کے کہنے پر انہوں نے ویزا پالیسی نرم کی اور جس نے بھی پاکستان میں آنا چاہا انہوں نے بلا روک ٹوک اس کو آنے کی اجازت دی۔ اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خود حکمرانوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں دشمن کے جاسوس اور ان کے کارندے جا بجا پھر رہے ہیں اور افراتفری پھیلا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے گھر کی حفاظت خود نہیں کرے گا اور ہر آنے والے کے لئے اپنے گھر کے دروازے کھلے رکھے گا اور آنے جانے والوں سے کوئی باز پرس نہیں کرے گا تو اس کا گھر کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟! اور دوسری طرف ایسے لوگوں کے لئے پاکستان کے دروازے بند کردیئے گئے جو پاکستان کے دینی مدارس سے تعلیم پانے کے وقت پاکستان کے مفادات کے محافظ ہوتے تھے اور تعلیم مکمل کرکے اپنے اپنے ممالک میں جانے کے بعد پاکستان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔

اگرچہ دیر بہت ہوگئی ہے، لیکن اب وقت آن پہنچا ہے کہ ہم اپنے اصلی دشمن کو پہچانیں اور اس کی طرف سے برپا کیے جانے والے طوفان کا ادراک کرتے ہوئے اس کے سامنے بند باندھیں۔ آپس میں لڑنے جھگڑنے کی وجہ سے اب تک بیرونی دشمنوں کی طرف ہماری خاطر خواہ توجہ نہیں رہی، جس کے نتیجے میں دشمن اپنا تمام گند، اپنے غلط نظریات اور فکری یلغار مسلم معاشرہ میں بہت زیادہ پھیلا چکا ہے۔ حکومت کو یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ عالم کفر ہر جگہ مسلمان ممالک میں شورشیں برپا کررہا ہے۔ عراق، ایران، افغانستان، تیونس، لیبیا، مصر، شام اس کی واضح مثالیں موجود ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکستان میں جو کچھ ہورہا ہے، یہ بھی عالم کفر اور استعمار کی اسی توسیع پسندی کا شاخسانہ ہو۔ یہ صرف شک نہیں بلکہ یقین کی حد تک ہے۔ دانشور اور باشعور شخصیات ان حالات کو اسی تناظر میں دیکھ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ یہ سب کچھ پاکستان کے خلاف شکنجہ کسا جارہا ہے۔ ادھر افغانستان میں بھارت کو مستقل رکھنے کے لئے ان کے اڈے تعمیر کیے جارہے ہیں۔ بلوچستان کی بدامنی میں اس کا بہت بڑا دخل ہے اور پاکستان کی مشرقی سرحدوں پر مسلسل شورش برپا کی ہوئی ہے، جس کا لازمی و منطقی نتیجہ یہی نکلا کہ آج کل پاکستان کی نہ مغربی سرحدیں محفوظ ہیں اور نہ ہی مشرقی سرحدیں اور ان حالات میں اپنے اندر کی لڑائی بھی چھیڑ دی جائے تو پاکستان کا پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ خدارا! حکومت، فوج اور عوام سب کو اپنے ملک کے لئے سوچنا ہے اور اس کی حفاظت ہم سب کے لئے ایک فریضہ سے کم نہیں۔

بلاشبہ یہ سب کچھ ان نادیدہ قوتوں کا کیا دھرا ہے جو پاکستان کو مستحکم دیکھنا نہیں چاہتیں اور ان کی خواہش ہے کہ پاکستان کی عوام اور ان کی فوج ایک دوسرے کے مقابل کھڑی ہوجائے اور دنیا میں یہ تأثر جائے کہ پاکستان کی ایٹمی طاقت خطرے میں ہے، پاکستان کی حکومت اور فوج اس کی حفاظت نہیں کرسکتی، اس لئے اس کو ہماری تحویل میں دیا جائے۔ خاکم بدہن! اگر ایسا ہوگیا تو پاکستان کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل جائے گی اور اس کی بقا و حفاظت ایک امر محال بن جائے گی، اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائے اور ان تمام اندیشوں اور خطرات کی پہلے سے پیش بندی کرے۔

۱:..... لہٰذا اب ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اپنی تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں اور معاشرے پر اثر انداز ہونے والے تمام طبقات اور راہنماؤں کو از سر نو اعتماد میں لے کر اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرے اور جہاں جہاں تسامحات ہوئے یا کمزوری واقع ہوئی، ایسے تسامحات اور کمزوریوں کا فوری سد باب کرے۔

۲:..... علمائے کرام اور مذہبی راہنماؤں کو چاہئے کہ وہ بلاتفریق مسلک و مشرب آپس میں اتحاد رکھیں، ہر دکھ، سکھ اور پریشانی میں ایک دوسرے کی مدد و نصرت اور تعاون کی فضا بنائیں اور اسی بات کی اپنے اپنے حلقۂ احباب و حلقۂ ارادت میں تلقین بھی کریں۔

۳:..... عوام الناس کو چاہئے کہ وہ توبہ و استغفار کا اہتمام کریں اور اپنے طور پر ہر ایک اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ سمجھے۔ اپنے معاملات، اپنے اخلاق، اپنی معاشرت، اپنی تہذیب اور اپنی اقدار کو اسلامی تعلیمات کی حدود میں رکھتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرے۔

۴:..... جن پاکستانی مرد و خواتین کے بیٹوں، بھائیوں، شوہروں یا ان کے والدین کو پکڑ پکڑ کر دشمنوں کے حوالہ کیا گیا ہے، ان کے مجروح اور زخمی

دلوں کی تسلی اور تسکین کا سامان کیا جائے اور ان کو خاطر خواہ تحفظ فراہم کیا جائے۔

۵:.....حکومت کو چاہئے کہ وہ عدل وانصاف کو سستا کرے اور مظلومون ومقہوروں کی دادرسی کرے، ان شاء اللہ! اس سے ان کی محرومی کا ازالہ ہوگا اور ان کی دعاؤں سے پاکستان کے حالات میں نمایاں تبدیلی ہوگی۔ آج پاکستان کے جو بھی حالات ہیں، ان مظلوموں کی آہوں، سسکیوں اور ان کی بددعاؤں کی وجہ سے ہیں، اس لئے کہ مظلوم کی بددعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے۔ ۲۶ر جنوری ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب دوست محمد خاں صاحب بھی یہی کچھ فرمارہے ہیں کہ صدر، چیف جسٹس اور آرمی چیف کو ایک انداز میں انصاف دینا ہوگا، قانون کی نظر میں سب برابر ہیں، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم سے ملکی حالات خراب ہورہے ہیں۔ اس عمل میں دشمن بھی اپنا کردار ادا کررہے ہیں، لیکن ہم بھی حقدار کو اپنا حق نہیں دے رہے۔ احتساب کا عمل ہمیں اپنے آپ سے شروع کرنا ہوگا۔ فاٹا کے لوگوں کو حقوق نہ ملنے کی وجہ سے خودکش بمبار بن رہے ہیں، فاٹا میں کوئی یونیورسٹی قائم نہیں کی گئی اور نہ ہی انہیں بنیادی انسانی حقوق مل رہے ہیں۔

۶:.....بیرونِ ملک جن سفارت خانوں سے بغیر جانچ پڑتال کے تھوک کے بھاؤ پاکستان کے ویزے جاری کئے گئے ہیں، ان کے ذمہ داران سے اس بارہ میں استفسار کیا جائے کہ کس کے کہنے پر آپ نے ایسا کیا اور کیوں کیا؟ اور جو لوگ ان ویزوں پر پاکستان میں داخل ہوئے ہیں، ان کا ریکارڈ منگوا کر جانچ پڑتال کی جائے، دیکھا جائے کہ کون ایسا ہے جو بیرون ملک واپس چلا گیا ہے اور کون ہے جو اَب تک بغیر ویزے کے یہاں رہ رہا ہے اور کیوں رہ رہا ہے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ بیرونِ ممالک کے وہ طلبا جو پاکستان کے دینی مدارس میں پڑھنے کا عزم رکھتے ہیں، ان کے لئے تعلیمی ویزوں کا اجرا کیا جائے۔

۷:.....سیاسی جماعتوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے سیاسی وجماعتی مفادات پر قومی مفاد کو مقدم رکھیں اور اپنے کارکنوں پر نظر رکھیں کہ کہیں ان کی ذرا سی غلطی سے دشمنوں کے عزائم کی تکمیل نہ ہوجائے۔

۸:.....اپنے ملک میں جو لوگ اغیار کے آلہ کار اور ان کی ہمنوائی میں پیش پیش ہیں، چاہے وہ کسی بھی سرکاری، غیر سرکاری اداروں اور جماعتوں میں ہیں، ان کا کھوج لگایا جائے اور ان پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔

۹:.....میڈیا کو پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے علاوہ اسلامی تعلیمات، اسلامی اقدار اور مشرقی روایات کی پامالی سے اجتناب کرنے کا پابند بنایا جائے، نیز عریانی وفحاشی پرمبنی پروگرام نشر کرنے سے انہیں روکا جائے۔

۱۰:.....پاکستان پر مختلف حربوں اور بہانوں سے جو سودکاری کی لعنت مسلط کی گئی ہے، اُسے یکسر ختم کیا جائے۔ اس لئے کہ سودخوروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ...۔“ (البقرۃ:۲۷۸،۲۷۹)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہوجاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول (ﷺ) سے۔“

ان شاء اللہ! ان اقدامات سے عوام میں موجود اضطرابی کیفیت ختم ہوگی اور وہ اطمینان وسکون محسوس کریں گے اور ان کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ ہمارے ملکی حالات کو ابتری سے بہتری میں بدل دیں گے، جس سے پاکستان امن وسکون اور خوشحالی کا نمونہ بن جائے گا۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

# رسول کریم ﷺ کی اہم وصیت

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

برادران اسلام! وصیت شرعاً اور عرفاً بہت اہم چیز ہے۔

۱:... اللہ نے اس کا اتنا خیال کیا ہے کہ تقسیم میراث کے احکام میں بار بار فرمایا: ”من بعد وصیة یوصی بها او دین۔“ (یہ سب کچھ تقسیم) اس وصیت کے بعد ہوگی جس کی (میت) وصیت کر جاتا ہے یا قرض کے بعد ”من بعد وصیة یوصین بها او دین“ اس وصیت کے بعد جس کی وصیت (تمہاری بیویاں) کر جائیں یا قرض ”من بعد وصیة توصون بها او دین“ اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا قرض: ”من بعد وصیة یوصی بها او دین“ اس وصیت کے بعد جو کی جائے یا قرض۔

۲:... اس کی حفاظت ضروری اور اس میں تغیر و تبدل سخت گناہ قرار دیا فرمایا: ”فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه ان الله سمیع علیم“ ”تو جو اس کو بدل دے اس کے سننے کے بعد تو اس کا گناہ انہیں پر ہے جو اس کو بدلیں بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

دنیا میں غیر سعادت مند سے غیر سعادت مند اولاد بھی جس نے زندگی میں باپ کی ایک بات بھی کبھی نہیں مانی مرنے کے بعد اس کی وصیت کا خیال کرتی ہے اور اس کو پتھر کی لکیر سمجھتی ہے اور اس کو باپ کی آخری خدمت اور اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتی ہے ہر شریف انسان وصیت کا احترام کرتا ہے، اس لئے کہ وہ مرنے والے کی آخری آرزو اور خواہش ہوتی ہے اس کو پورا کرنا صرف زندوں کی شرافت وانسانیت اور رحم وکرم پر موقوف ہوتا ہے، وصیت کرنے والا محض مجبور و بے بس ہوتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مرتبہ قرض سے پہلے وصیت کا نام لیا ہے کہ قرض کا تقاضا اور مطالبہ، یاددہانی اور وصولیابی کرنے والے موجود ہونے میں سو مرتبہ تقاضا کر سکتے ہیں اور زبردستی وصول کر سکتے ہیں، اس لئے چلے جانے کا کوئی ڈر نہیں مگر وصیت کی تعمیل کرنے کا تقاضا اور مطالبہ کرنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں، اس لئے بار بار اس نے تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ قاتل بھی وصیت کا خیال کرتے ہیں اور اس کی تعمیل کرتے ہیں، اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔

وصیت ایک امانت ہے، مردے کا تمام زندوں کے نام ایک پیغام ہے، ان سے اس کی ایک آخری خواہش ہے دنیا میں، اس دنیا میں، جس میں وہ برسوں رہا اس کا حکم چلتا رہا، اس کی بات مانی جاتی رہی اس کا آخری حصہ ہے زندوں کی دنیا میں، جن کے لئے وہ سب کچھ چھوڑ کر خود خالی ہاتھ جا رہا ہے، آخری خدمت ہے جو اس کی خدمتوں کا معاوضہ نہیں۔ ان کی محبت اور ان کی شرافت کا امتحان ہے کہ اس کی زندگی میں اس کے احکام کی تعمیل اور اس کی خواہشات کو پورا کرنا اس کی آنکھ کے اشارے پر چلنا کوئی کمال اور امتحان نہ تھا جب کہ اس کا ڈر بھی تھا اور اس سے امید بھی تھی، امتحان اب ہے کہ جب وہ ایک مرتبہ کہہ کر دوبارہ نہیں کہہ سکتا نہ تقاضا کر سکتا ہے، نہ شکایت، نہ غصہ، نہ نفع پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان۔ اب اس کی وصیت کی اسی طرح تعمیل کی جائے جس طرح اس کی زندگی میں تعمیل کی جاتی تھی اور اس کی اسی طرح یہ خواہش پوری کی جائے جس طرح اس کی زندگی میں پوری کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اس لئے کہ وہ زندگی میں خود کر سکتا تھا اور کروا سکتا تھا، اور یہی حقیقی محبت، حقیقی سعادت، حقیقی اتباع اور اصلی خدا کا ڈر ہے، یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وصیت اکثر بلکہ ہمیشہ اسی چیز کی جاتی ہے جو مرنے والے کی نظر میں سب سے زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ غلط یا صحیح، ممکن ہے ہمارے نزدیک وہ چیز بالکل معمولی اور ناقابل لحاظ ہو مگر اس کے نزدیک ضرور اہم ہوگی تب ہی وہ اس کو اس نازک اور مشغول وقت میں بھی نہیں بھولا جس میں آدمی اپنے کو بھی بھول جاتا ہے اور اولاد کو بھی نہیں پہچانتا۔

ان تمام باتوں کا لحاظ کر کے میں سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیتیں جمع کرتا ہوں جو آپ نے وفات سے قریب اور مرض موت میں فرمائیں اور جو آپ کے اس دنیا میں آخری الفاظ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آپ کی امت جو آپ کی (معنوی اور روحانی) اولاد ہے اور جس سے آپ کو اپنی اولاد کی طرح محبت تھی جس کو آپ سخت تکلیف میں، سخت مرض میں، سخت مشغولیت میں کہ جب آپ خدا کی یاد میں اس کی طرف توجہ اور اس کے اشتیاق میں مصروف تھے، اس کی ملاقات کی تیاری کر رہے تھے اور بالکل آخری کلمات میں بھی نہ بھولے

اور نہ قیامت میں بھولیں گے وہ امت آپ کی آخری وصیتوں کو بھی نہ بھولے گی اور اس کی تعمیل کر کے آپ کو خوش کرے گی، دنیا میں سعادت مند اولاد ہونے کا ثبوت دے گی اور آخرت میں آپ کی شفاعت کی مستحق بنے گی۔ یاد رکھئے کہ اگر ہم نے خدانخواستہ آپ کی وصیت پوری نہ کی تو آپ کی شفاعت مشکل ہے اور اگر ہم نے سب کچھ کیا، ہر حکم کی تعمیل کی، ہر بات پوری کی لیکن وصیت ہی پوری نہ کی تو کچھ نہ کیا، یاد رکھئے ہر ایک کی وصیت الگ الگ ہوتی ہے، باپ کی وصیت اولاد کے لئے، استاد کی وصیت شاگردوں کے لئے، پیر کی وصیت مریدوں کے لئے، طبیب کی وصیت مریضوں کے لئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے استاد بھی تھے، باپ بھی، طبیب بھی، آپ کی باپ سے بڑھ کر محبت، استاد سے بڑھ کر، پیر سے بڑھ کر، خیر خواہی، طبیب سے بڑھ کر علم و تجربہ جمع تھا، انتہائی بدنصیبی ہوگی کہ ہم آپ کی وصیت چھوڑ کر ایک وقت میں ان تمام نعمتوں سے محروم ہو جائیں:

"عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایسی پُراثر نصیحت فرمائی کہ آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور دل ہل گئے، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہم سے رخصت ہونے والے کی نصیحت ہے، تو آپ ہمیں وصیت فرمایئے، فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی اور سننے اور ماننے کی خواہ تمہارا حاکم کوئی حبشی غلام ہو، اس لئے کہ جو تم میں میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا تو تم پر لازم ہے کہ میرا راستہ اور دستور اختیار کرنا اور (میرے) درست اور برحق نائبوں کا، اس کو مضبوط پکڑنا اور دانتوں سے داب لینا اور خبردار! نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" (مشکوٰۃ، ص:۲۹)

## حج میں ہزاروں صحابہ کرامؓ کے مجمع میں وفات سے کچھ کم تین مہینہ پہلے مفصل وصیت:

حجۃ الوداع (۱۰ ہجری، سال وفات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج ہے، اس میں آپ نے ہزاروں کے مجمع کے سامنے آخری عام تقریر فرمائی، آخری وصیتیں فرمائیں، اس لئے کہ "حجۃ الوداع" کو تبلیغ کا حج بھی کہتے ہیں۔ ابتدا میں آپ نے فرمایا کہ لوگو! مجھے امید نہیں کہ میں اور تم پھر اس مجلس میں جمع ہوں گے اور آخر میں فرمایا کہ جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو سنادیں جو یہاں موجود نہیں، اس لئے کہ ممکن ہے کہ سننے والے سے زیادہ وہ لوگ اس بات کو یاد رکھیں اور خیال کریں، جن کو وہ بات پہنچائی جائے۔

آپ کا خطبہ یہ ہے جو حقیقت میں ایک مکمل وصیت نامہ ہے، تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کی گواہی ہے:

"لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت، تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں، عنقریب تم اپنے خدا کے سامنے حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا، خبردار! میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

لوگو! جاہلیت (اسلام سے پہلے کا زمانہ اس میں خلاف اسلام سب رسمیں اور رواج آگئے) کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں، جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل (قبیلہ) نے اسے مار ڈالا تھا، جاہلیت کے زمانے کا سود ملیامیٹ کر دیا گیا، پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو، خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو لیا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے، تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو جس کا آنا تمہیں ناگوار ہے نہ آنے دیں، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو، عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اچھی طرح پہناؤ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے، خوب سن لو کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنج گانہ نماز ادا کرو، مہینے کے روزے رکھو، مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیا کرو، خانہ خدا کا حج بجالاؤ اپنے (مسلمان) حکام کی اطاعت کرو، اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوگے اور تم سے میری بابت پوچھا جائے گا مجھے ذرا بتلادو کہ تم کیا کہوگے؟ سب نے کہا: ہم اس کی شہادت دیں گے کہ آپ نے اللہ کے احکام و پیغام پہنچادیئے آپ نے فرض ادا کردیا اور خیر خواہی کی، تو آپ اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے، فرماتے تھے: اے خدا گواہ رہنا! اے خدا گواہ رہنا! (تین

بار) دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں پہنچادیں، ممکن ہے کہ جن کو پہنچایا جائے وہ زیادہ اس کو یاد رکھنے والے ہوں سننے والوں سے۔"

### وفات سے ایک مہینہ پہلے کی وصیت:

وفات سے ایک ماہ پیشتر مہاجرین اور انصار کو جمع کر کے فرمایا:

"لوگو! مرحبا! خدا کی سلامتی، حفاظت، مدد، تمہارے ساتھ ہو خدا تمہیں ترقی ہدایت اور توفیق عطا فرمائے، خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے، مصیبتوں سے بچائے اور سلامت رکھے، میں تم کو تقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں، عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراتے رہو گے تم کو لازم ہے کہ سرکشی تکبر کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دو، آخرت کا گھر اسی کے لئے ہے، ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہوں گی، مجھے ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے، لیکن ڈر یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ، جیسے پہلی امتیں ہلاک ہوگئیں۔"

### وفات سے پانچ روز پہلے کی وصیت:

وفات سے پانچ روز پہلے فرمایا:

"تم سے پہلے ایک قوم ہوئی ہے جو انبیاء اور نیکوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتی تھی تم ایسا نہ کرنا (فرمایا) خدا ان یہودیوں اور نصاریٰ پر لعنت کرے، جنہوں نے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا ہے (فرمایا) خدارا میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنادینا کہ اس کی پرستش ہوا کرے، (فرمایا) اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جنہوں نے قبور انبیاء کو مساجد بنادیا، دیکھو میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں، دیکھو میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں، دیکھو میں تبلیغ کر چکا خدایا تو اس کا گواہ رہ نیز فرمایا کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے بالکل باہر کردینا، (بعض روایات میں یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق ہے، یوں بھی مشرکین میں وہ شامل ہیں)۔"

اب ہم یہاں سے وفات کا پورا حال کتاب "رحمۃ للعالمین" (از حضرت قاضی سلیمان منصوری پوریؒ) سے نقل کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے ان آخری دنوں یا ساعتوں میں جو کچھ فرمایا: سب رخصتی کلمات اور آخری وصیت تھی اور آپ کی ہر نقل ہر حرکت ہمارے لئے عبرت و نصیحت ہے، اسی میں آخری دن آخری وقت اور آخری ساعت اور آخری وصیت بھی آجائے گی۔

"انہیں دنوں میں سر پر پٹی باندھے دو شخصوں کے کندھوں پر سہارا دیئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، سب کو جمع فرمایا: انصار اور مہاجرین کے متعلق مفصل ہدایات اور نصیحتیں فرمائیں، پھر فرمایا: اگر کسی شخص کا کوئی حق مجھ پر ہو تو طلب کرے، ایک نے کہا: حضور نے ایک مرتبہ مجھ سے تین درہم لے کر ایک فقیر کو دیئے تھے وہ اب تک نہیں ملے، یہ قرض اسی وقت ادا کیا گیا پھر لوگوں نے اپنے اپنے حق میں اللہ کے نبی سے دعا و برکت حاصل کی۔

بیماری کے ۱۴ دنوں میں سے گیارہ دن تک مسلمانوں کو اللہ کا رسول خود نماز پڑھاتا رہا، گیارہویں دن عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں جانے کی تین مرتبہ آمادگی اور تیاری کی اور تینوں ہی مرتبہ وضو کرتے ہوئے بے ہوش ہوگئے۔ آخر فرمایا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں، جب ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر کھڑے ہوئے تو ان پر اور صحابہ کرامؓ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ رونے کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک پہنچی اس وقت طبیعت میں کچھ سکون تھا، اس لئے پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور ابوبکرؓ کے برابر بائیں ہاتھ بیٹھ کر نماز پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا:

"مسلمانو! میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں خدا کی پناہ و نگہداشت کے حوالے کرتا ہوں، خدا تم پر میرا خلیفہ ہے، تمہارے تقویٰ اور حفظِ طاعت سے وہ تمہاری نگرانی فرمائے گا، بس اب میں دنیا سے علیحدہ ہونے والا اور اسے چھوڑ دینے والا ہوں، گھر میں جو کچھ بھی تھا وہ راہِ خدا میں دے دیا گیا جس رات کی صبح کو انتقال ہوا ہے اس روز چراغ کا تیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پڑوسن سے عاریتاً منگوایا تھا۔ اہل بیت نبوی کے پاس دنیا کا اتنا سامان بھی باقی نہ تھا۔"

### آخری دن:

خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا جو مسجد کی طرف پڑا ہوا تھا دیکھا صفیں درست ہیں، مسلمان نماز میں ہیں، تھوڑی دیر تک اس پاک نظارہ کو جو حضور کی تعلیم کا نتیجہ تھا، ملاحظہ فرمایا اس کے دیکھنے سے چہرے پر بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی صحابہ کرامؓ کا شوق اور اضطراب سے یہ حال ہوگیا تھا کہ چہرۂ مبارک کی طرف ہی متوجہ ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں تسکین دی اور آگے بڑھے اور صبح کی نماز ابوبکر صدیقؓ کا مقتدی بن کر ادا فرمائی، اس نماز کے بعد پھر دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری فرض نماز کا وقت نہیں آیا۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

# ملالہ یوسف زئی... مغربی سامراج کا نیا مہرہ

محمد متین خالد

وادی سوات کی سولہ سالہ ملالہ یوسف زئی اسلام اور پاکستان دشمن طاقتوں کی ایک نئی کٹھ پتلی کی حیثیت سے سامنے لائی گئی ہے۔ اس سے پہلے سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور مولی نورس اپنا اپنا ''متعین'' کردار ادا کر چکے ہیں۔ مبینہ طور پر ستمبر ۲۰۱۲ء میں ملالہ پر اسکول جاتے ہوئے حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہوئی۔ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ہمارے مخصوص ڈالرائزڈ میڈیا نے ایسا یکطرفہ شور مچایا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی، دلیل، سچائی، تحقیق، برداشت، معروضیت اور آزادی اظہار رائے کو یک قلم طاق نسیاں میں رکھ دیا گیا۔ اسلام بیزار کالم نگاروں اور اینکر پرسنز نے اپنی مرضی کا ماحول پیدا کر کے حب وطنی اور ملک دشمنی کا عجیب معیار قائم کر دیا، جو ملالہ کے ساتھ ہے، وہ محب وطن اور تعلیم دوست ہے اور جو ملالہ نوٹنکی کرداروں کو بے نقاب کرے وہ طالبان کا حامی اور تعلیم دشمن ہے۔ انتہا پسندی کا شور مچانے والے لبرل فاشسٹوں کا اپنا کردار نہایت مذموم ہے، عدم برداشت کا طعنہ دینے والے خود دوسروں کا نقطہ نظر سننے سے انکاری ہیں، مخالف آرا سنتے ہی رواداری کا درس دینے والوں کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تیرنے لگتے ہیں اور منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔ کوئی بتلائے کہ کیا ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم حقائق و دلیل کی روشنی میں تصویر کا دوسرا رخ پیش کریں؟ مفاد پرستی کی عینک لگا کر صداقتوں کو جھٹلانے اور قوم کو گمراہ کرنے کی دانستہ کوششوں کو روکنا کون سا جرم ہے؟ کیا یہ اعتراض کرنا گناہ ہے کہ یہ کس نوع کی نیورو سرجری تھی کہ جس میں ملالہ کے سر کے بال تک نہیں کاٹے گئے۔ طرفہ تماشہ یہ کہ فائرنگ کلاشنکوف سے ہوئی اور نشان آرٹن گن کے چھرے جتنا ہوا۔ کیا ڈرامائی سین تھا کہ ملالہ نے آپریشن کے بعد ہوش میں آتے ہی پین اور کاغذ مانگ لیا اور پوچھا ''میں کہاں ہوں؟''

گولو کے پیروکاروں سے دریافت کرنا چاہیے کہ ملالہ میں آخر کون سی خوبی ہے جس پر اس کے قصیدے پڑھے جا رہے ہیں؟ کس کارنامے کی بنا پر اسے نوبل انعام کے لئے نامزد کیا گیا ہے؟ کون سا ایسا معرکہ ایسا سر کیا ہے جس کے عوض ملکہ برطانیہ اور صدر امریکا ملالہ کے صدقہ واری جا رہے ہیں؟ ملالہ نے کیا ایجاد کی کہ ورلڈ بینک کے پریذیڈنٹ سے لے کر اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل تک سب قارونوں نے اس کے لئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیئے؟ غیرت وحمیت اور حب الوطنی کے الفاظ سے چڑنے والے ملالہ کے ہمدردوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ راجپال کے جانشینوں نے ملالہ کو اس کے لالچی باپ کے ذریعہ استعمال کیا۔ اس سے کہلوایا گیا کہ رسوائے زمانہ ملعون سلمان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کو آزادیٔ اظہار کے نام پر قبول کیا جائے۔ پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والے متفقہ فیصلے کو غلط قرار دیا جائے۔ اس نے اپنی کتاب میں جابجا اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا، پاک فوج اور آئی ایس آئی کو دہشت گردوں کا نہ صرف حامی بلکہ سرپرست قرار دیا حالانکہ یہ وہی فوج ہے جس نے ملالہ اور اس کے خاندان کو طالبان سے نجات دلائی، اسکول اور گھر واپس کروایا اور لاکھوں روپے امداد بھی دیئے۔

مغربی سازش یہ ہے کہ ملالہ کو پاکستانی بچیوں کے لئے رول ماڈل کے طور پر پیش کیا جائے۔ ہمارے میڈیا نے اس گھناؤنی سازش میں بھرپور تعاون کیا۔ یاد رہے مغربی سیکس ماڈل (طوائف) میڈونا نے ملالہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے برہنہ بدن پر ملالہ کا نام کندہ کروا کر جو واہیات ڈانس کیا، کیا ہماری بچیوں کو ملالہ کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر یہی کرنا چاہیے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو ملالہ کے پروموٹرز اس کی ابتدا اپنے گھر سے کریں۔

ملالہ کے غم میں ہلکان ہونے والوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا میڈیا نے گجرات کی اس بہادر خاتون سمیعہ نورین کو بھی کوئی ایوارڈ دینے کی تحریک چلائی جس نے اسکول ویگن میں پھنسے بچوں کی زندگیاں بچاتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور شہید ہو گئی۔ معصومہ لائبہ کے لئے میڈیا میں ایک منٹ کے لئے بھی بات نہ ہوئی، جس کی ڈرون حملے میں ایک ٹانگ ضائع ہو گئی۔ میڈیا کو تو وہ نبیلہ بھی یاد نہ آئی جس کی دادی ڈرون حملہ میں شہید ہوئی، گھر تباہ ہو گیا اور اس نے خوفزدہ ہو کر اسکول جانا اور سہیلیوں کے ساتھ کھیلنا ترک کر دیا۔ بولان میڈیکل کالج میں شہید ہونے والی بچیوں کو بھی میڈیا نے درخور اعتنا نہ سمجھا۔ میڈیا نے اس اندوہناک واقعہ پر بھی حسب معمول مجرمانہ خاموشی اختیار کی کہ سولہ سالہ عراقی عبیرہ جس نے برطانوی فوجیوں کی ہوسناک نظروں کے ڈر سے اسکول جانا چھوڑ دیا تھا، بعد ازاں فوجیوں نے اسے اپنی جنسی درندگی کا نشانہ بناتے ہوئے پورے خاندان سمیت قتل کر دیا۔

کیا ملالہ کے پروموٹرز بتانا پسند فرمائیں گے کہ نفرت کی سیاہی سے لکھی جانے والی ملالہ کی کتاب ''آئی ایم ملالہ'' کے پس پردہ کون سی قوتیں کارفرما ہیں؟ سابق برطانوی وزیراعظم گورڈن براؤن نے ملالہ کی کتاب کی اشاعت میں مالی معاونت کیوں کی؟ پاکستان دشمن صحافی کرسٹینا لیم نے کتاب کے اصل مسودہ میں کیا ردوبدل کیا؟ ملالہ بغیر سرکاری دستاویزات کے برطانیہ کیسے پہنچی؟ قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا مسرور کی ملالہ کے والد سے ملاقات میں کون سے خفیہ معاملات طے پائے؟ آزادیٔ اظہار کے نام پر ملعون سلمان رشدی کی وکالت کس کے ایما پر کی گئی؟ پاک فوج بالخصوص آئی ایس آئی کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈے میں کون سا خفیہ ہاتھ سرگرم رہا؟ ملالہ ڈرامے سے اتفاق رائے رکھنے والوں کا یکطرفہ میڈیا ٹرائل کیوں ہوا؟ ملالہ کے لالچی باپ نے اپنی بیٹی کے لئے ''آکٹوپس'' کا کردار کیوں ادا کیا؟ ملالہ کو کن یقین دہانیوں پر نوبل انعام کے لئے نامزد کیا گیا؟ آئرش گلوکار بونو (Bono) کے ملالہ سے ''خصوصی تعلقات'' کیسے استوار ہوئے؟ یہ ہیں وہ سلگتے سوالات جن کے جوابات ملالہ کے ہمدردوں پر قرض ہیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۹ جنوری ۲۰۱۴ء)

# ختم نبوت کے اعزاز وثمرات!

**حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ۱۶ رجنوری بعد نماز مغرب دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی میں علماء وطلباء کے اجتماع سے فکر انگیز خطاب**

ضبط وترتیب: مولانا ابراہیم حسین عابدی

گزشتہ سے پیوستہ

ہمارے حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب تبلیغ والے بلکہ تمام تبلیغی ساتھی ہمارے لئے قابل احترام۔ یہ ہمارے دوست اپنی گفتگو کا آغاز یہاں سے کرتے ہیں کہ تبلیغ نبیوں کا کام ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی ذات اقدس سے نبوت کا سلسلہ ختم کیا تو ختم نبوت کے صدقے میں نبیوں کا کام اللہ نے حضور کی امت کے ذمہ لگایا ہے۔ اب مجھے اجازت دیں کہ میں بہت ہی ادب کے ساتھ شکایت عرض کروں کہ اگر آپ کو اور مجھے تبلیغ ملی تو وہ ختم نبوت کے صدقے میں، سارے دین کی تبلیغ ہو اور ختم نبوت کی نہ ہو، یہ بے اعتنائی کیوں؟ ترمذی شریف اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کانت بنو اسرائیل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي۔“

ترجمہ: ”بنی اسرائیل کے دین ودنیا کے تمام کام نبیوں کے سروں پر ہوتے تھے ایک نبی آئے، وہ گئے ان کی جگہ دوسرے آئے گئے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”میں آخری نبی ہوں، میرے بعد اب نبی نہیں ہوں گے، میرے بعد خلفاء ہوں گے بہت زیادہ۔“

کیا معنی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر نبوت ہوتی تو امت کو کبھی خلافت راشدہ نہ ملتی۔ آج آپ اور میرے پاس بطور خلیفہ راشدہ کے سیدنا صدیق، سیدنا فاروق، سیدنا عثمان، سیدنا علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں تو یہ سب صدقہ ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ آپ اور مجھے تبلیغ ختم نبوت کے صدقہ میں ملی، آپ کے پاس صحابہ کرامؓ محفوظ ہوں ختم نبوت کے صدقہ میں، آپ کے پاس اہل بیتؓ محفوظ ہوں، ختم نبوت کے صدقہ میں، آپ کے پاس قرآن مجید محفوظ ہو، ختم نبوت کے صدقہ میں، آپ کے پاس تمام احادیث محفوظ ہوں ختم نبوت کے صدقہ میں، آپ کے پاس پیغمبر رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال، تبلیغ کا سارا نظام محفوظ ہو ختم نبوت کے صدقہ میں، ہمیں خلافت راشدہ ملی ختم نبوت کے صدقہ میں اور ختم نبوت کا اعزاز صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اور کسی نبی کو نہیں ملا۔ بخدا آپ حضرات نے حدیث شریف پڑھی ہوگی کہ جس وقت میری امت میں فساد زیادہ ہو جائے، اس فساد کے زمانہ میں جو آدمی میری ایک سنت کو زندہ کرے گا، اس کو میرا خدا سو شہیدوں کا ثواب دے گا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کو زندہ کرنے سے سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے تو جس وقت ختم نبوت کے مسئلہ پر مشکل وقت آجائے اور ختم نبوت کا مسئلہ وہ جو براہ راست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ اس کے دفاع اور حفاظت پر کس قدر اجر وثواب ہوگا؟

اگر ابوبکر صدیقؓ کی خلافت صدقہ ہے ختم نبوت کا پھر بلالؓ کی قربانی، حضرت ابوہریرہؓ کا حافظ الحدیث ہونا، سیدنا ابوذر غفاریؓ کا امیر الفقراء ہونا، سیدنا حسن بصریؒ کا تابعین کا سردار ہونا، سیدہ رابعہؒ کا اسی امت کی عورتوں میں خوش نصیب ہونا، سیدہ عائشہ، سیدہ خدیجہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن ان سب کی عظمتوں کو سامنے رکھ کر عرض کرتا ہوں کہ یہ جتنا پوری امت کے پاس جو خزانہ ہے نا، اعمال کی اور فضائل کی صورت میں، یہ سب ختم نبوت کے صدقہ میں محفوظ ہے۔

واپس آتا ہوں، موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو یہودی کہتے ہیں، مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو عیسائی کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو مسلمان کہتے ہیں، حضور کے بعد اگر کوئی نبی آتا، واقع میں سچا، معاذ اللہ! آپ اور میں اس نبی کو مان لیتے، آپ کا اور میرا مسلمان ہونا نہ رہتا، آپ کا میرا نام وہ ہو جاتا جو اس نبی کے ماننے والوں کا ہوتا، کیا معنی؟ آپ اور میں مسلمان ہیں تو یہ بھی صدقہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”انا حظكم من الانبياء وانتم حظي من الامم۔“

ترجمہ: ”امتوں میں سے تم لوگ میرے حصہ میں آئے ہو اور نبیوں میں، میں

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے حصہ میں آیا ہوں۔ سبحان اللہ!''

ذرا توجہ تو کریں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت کی صبح تک، وہ جو دھاگے سے بندھی ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، یہ جو پوری امت نے ایمان کی رسی تھامی ہوئی ہے ذات اقدس کے ساتھ، یہ سب صدقہ ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ، جہاد جتنے فرائض ہیں ان سب کا تعلق حضور علیہ السلام کے اعمال کے ساتھ ہے، ختم نبوت کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہے۔ کوئی شخص اگر تبلیغ کرتا ہے تو کہا جائے گا دین کا کام کررہا ہے، کوئی شخص خدمت کرتا ہے فقہ کی تو کہا جائے گا دین کی خدمت کررہا ہے، کوئی آدمی کام کرتا ہے حدیث کا کہا جائے گا دین کا کام کررہا ہے، کوئی آدمی جہاد کرتا ہے تبلیغ کرتا ہے تو کہا جائے گا دین کا کام کررہا ہے لیکن جو شخص ختم نبوت کی خدمت کا کام کرے گا کہا جائے گا یہ براہ راست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کررہا ہے، یہ کام بہت اعلیٰ وارفع درجہ کا ہے۔

وہ جو کام سب سے زیادہ اہمیت کا تھا، سب سے زیادہ ہم نے اسے پس پشت ڈال دیا ہے، آپ کے اور میرے جیتے جاگتے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اس طرح کی ڈاکا زنی ہوتی رہے ہم کیسے برداشت کرسکتے ہیں؟

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے تھے کہ چھانٹ چھانٹ کر آدمی فوج کے اندر لئے جاتے ہیں، پھر اس میں بھی چھانٹ کر ذمہ داری دی جاتی ہے، یہ مورچہ پر جائے، یہ محاذ پر جائے، یہ اسلحہ فیکٹریوں میں جائے، ان کو ایٹم بم کی حفاظت کے لئے رکھا جائے، یہ جو آپ کا کہوٹہ پلانٹ ہے ایک مرتبہ ایک آدمی گئے، کرنل تھے، انہوں نے گیٹ پر چوکیدار سے کہا: مجھے اندر جانے کی اجازت دیں، اس نے جواب دیا: آپ اندر نہیں جاسکتے، اس نے کہا: میں کرنل ہوں، گیٹ پر کھڑے شخص نے کہا: کوئی بھی ہوں جب تک گیٹ پاس نہ ہو اندر نہیں جاسکتے۔ اب کرنل نے غصہ میں آکر اپنا بیج دکھایا: یہ دیکھ میں کرنل ہوں، وہ جو گیٹ پر کھڑا تھا اس نے بھی اپنا بیج دکھایا، گیٹ کیپر جنرل تھا، یہ دیکھ کر اس کرنل نے اسے سیلوٹ کیا۔ میں سمجھانا یہ چاہتا ہوں کہ جتنا اہم کام ہو چھانٹ چھانٹ کر آدمیوں کا اس کے لئے انتخاب کیا جاتا ہے۔ مدارس کے مہتمم حضرات بھی چھانٹتے ہیں، یہ استاذ کریمہ پڑھائے گا، یہ قدوری پڑھائے گا، یہ شرح تہذیب، یہ شرح جامی، یہ ابوداؤد شریف، یہ ترمذی، یہ بخاری جلد ثانی پڑھائے گا، یہ جلد اول، اس طرح انتخاب کرتے ہیں۔

اسی طرح چھانٹ چھانٹ کر سب سے زیادہ جو قابل اعتماد دستہ فوج کا ہو وہ صدر مملکت کی نگرانی کے لئے لگایا جاتا ہے، پھر جو لگائے گئے ہیں ضروری نہیں کہ یہ سارے جنرل ہوں، ان میں تو عام سپاہی بھی ہوتے ہیں لیکن ان کی وفاداری اس طرح ہوتی ہے کہ کسی طرح کا اس پر شک وشبہ نہیں ہوتا، بڑے اعتماد و اعزاز کے ساتھ اسے مملکت کے سربراہ کی حفاظت پر مامور کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کی وفاداری ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے۔ اب یہ جو سربراہ مملکت ہے اس کی مختلف ضروریات ہیں، یہ جو شخص ہے یہ صدر مملکت کا باورچی ہے، یہ صدر مملکت کا چپڑاسی ہے، اس نے صدر مملکت کی حجامت بنانی ہے اور یہ جو شخص ہے یہ صدر مملکت کی جوتی پالش کرے گا، یہ صدر مملکت جب بلائیں گے پانی لائے گا، یہ وہ آدمی ہے جب صدر مملکت گھنٹی پر ہاتھ رکھے گا یہ فوراً دوڑ کر آئے گا، اب یہ جو فوراً دوڑ کر آرہا ہے یہ کرنل نہیں، یہ جرنل نہیں، یہ ملک کا پرائم منسٹر بھی نہیں، یہ آپ کے ملک کی سپریم کورٹ کا سب سے بڑا جج بھی نہیں، منصب کے اعتبار سے یہ چپڑاسی ہے لیکن اس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ملک کا وزیر اعظم جب صدر مملکت سے ملنا چاہے تو وہ بھی ملاقات نہیں کرسکتا، ہفتے کے بعد، پندرہ دن کے بعد، مہینے کے بعد وزیر اعظم کی صدر سے ملاقات ہوگی لیکن اس کو یہ شرف حضوری حاصل ہے کہ دن میں دس مرتبہ صدر مملکت کی زیارت بھی کرتا ہے آتا بھی ہے جاتا بھی ہے، چوبیس گھنٹے اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔

میرے بھائیو! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے باڈی گارڈوں میں اپنا نام لکھوائیں، جس طرح مملکت چھانٹی کرنے کے بعد متعین کرتی ہے کہ صدارتی محل کے یہ باڈی گارڈ ہوں گے۔ رب محمد کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ اور بقاء کے لئے میرے رب کی رحمت بھی باقاعدہ انتخاب کرتی ہے کہ امت میں سے کون کون آدمی اس کام کو سرانجام دیں گے سبحان اللہ! میں نہیں کہتا کہ یہ کام کرنے والے سارے اولیاء اللہ ہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سارے کام کرنے والے شیوخ حدیث سے بھی زیادہ افضل واعلیٰ ہیں لیکن اتنی بات کہتا ہوں کہ ہیں تو چپڑاسی لیکن جتنی مرتبہ پرائم منسٹر صدر مملکت سے نہیں مل سکتا یہ چپڑاسی مل رہا ہے، ختم نبوت کا چھوٹے سے چھوٹا کارکن وہ براہ راست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کے سامنے ضرور ہے۔ سبحان اللہ! براہ راست یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔

سارے دین کا بقا اس مسئلہ کے ساتھ وابستہ ہے، اس مسئلہ کی عظمت کا یہ تقاضا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے قیمتی سرمایہ صدیق اکبرؓ اس مسئلہ کے لئے قربانی کریں، اس کے ساتھ میرے آپ کے دین ودنیا کی ساری وابستگیاں شامل ہوں۔

میں نے خود اپنے گنہگار کانوں سے سنا کہ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ سے جو حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے، انہوں نے خود فرمایا کہ میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے اس بیان میں شریک تھا جو وفات سے پہلے آپ نے دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں اپنی چارپائی باہر منگوا کر طلباء سے فرمایا کہ: ''عزیز طلبا! زندگی کا کچھ پتا نہیں، اب میں عمر کے آخری حصہ میں ہوں، ذاتی تجربہ کی بنیاد پر کہتا ہوں پہلی بات تو یہ کہ قادیانیت کا کفر فرعون وہامان کے کفر سے بڑھا ہوا ہے اور دوسری بات تم سے یہ کہتا ہوں کہ دو ہزار علماء کرام ہوں گے جنہوں نے مجھ سے حدیث کا سبق پڑھا۔'' تمہیں معلوم بھی ہے کہ حدیث پڑھنے والے کون تھے؟ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا منظور احمد نعمانیؒ جانتے بھی ہو؟ میں ان کے نام گننا شروع کردوں، ایک ایک کی عظمت کے سامنے آپ کی گردنیں جھک جائیں۔ ''دوسری بات یہ کہتا ہوں کہ دو ہزار علماء سے جنہوں نے مجھ سے حدیث پڑھی، میں ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کرو، میں نے اپنی پوری زندگی کے تجربہ کے بعد یہ بات حاصل کی ہے کہ حضور کی شفاعت حاصل کرنے کا شارٹ کٹ راستہ تحفظ ختم نبوت کا کام ہے۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کے والد گرامی کی روایت ہے کہ: حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ قادیان میں تشریف لے گئے، حضرت مولانا محمد شفیعؒ ساتھ تھے، مولانا کو بلا کر کہا:

''محمد شفیع! ہم نے ساری زندگی راجح اور مرجوح کے چکر میں گزار دی، یعنی کہ یہ مسئلہ احناف کا ہے، ان کی یہ دلیل، شوافع کی یہ دلیل، شوافع کی دلیل کا ہمارے ہاں یہ جواب، ساری زندگی ہم نے اس میں گزار دی، حالانکہ کوئی امام شافعیؒ کے مسلک پر عمل کرے تو نجات اس کی بھی ہوجائے گی۔ کوئی امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر عمل کرے تو نجات اس کی بھی ہوجائے گی۔ ہم نے تو ساری زندگی راجح اور مرجوح کے چکر میں گزار دی۔ ادھر دشمن براہ راست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے ساتھ کھیلتا رہا اب مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟''

آپ جو جو کام کررہے ہیں وہ ضرور کریں لیکن اس کام کے ساتھ ساتھ ختم نبوت کا کام ضرور کریں۔ اپنے آپ سے پوچھیں، اپنے آپ سے نہیں اپنے دل سے، اپنے دل سے بھی نہیں دماغ سے، اپنے دماغ سے بھی نہیں اپنے ایمان سے، اپنے ایمان سے بھی نہیں اپنی نجات کو سامنے رکھ کر یہ وعدہ کرکے جائیں کہ یہاں سے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ ختم نبوت کا کام کریں گے، جو کہتے ہیں کریں گے ان کی زبان نہیں دل بولنے چاہئیں، دل بھی بولے اور عمل بھی بولنا چاہئے۔

میں آپ حضرات کو بلینک چیک دیتا ہوں، دستخط کرکے نام بھی نہیں لکھتا، رقم بھی نہیں لکھتا، جتنا چاہو لکھ کر کیش کرالو کہ تم ختم نبوت کے دیوانے بن جاؤ خدا کی قسم دنیا بھی آپ کی، دین بھی آپ کا ہے، رب کی رحمت بھی آپ کی ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی آپ کی ہے، میں کیا توقع رکھوں کہ یہاں سے جانے کے بعد ختم نبوت کے تحفظ کا کام کریں گے؟ جو کہتے ہیں کریں گے وہ پوری توانائی کے ساتھ رب کی رحمت اور حضور کی شفاعت سامنے رکھ کر یہ وعدہ کریں ہم کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

# متنازعہ فلم کے خلاف بھارتی مسلمان سراپا احتجاج

## حکومت سے ریلیز روکنے کا مطالبہ

لاہور (وقائع نگار خصوصی) بھارتی مسلمانوں کی جانب سے ۷رفروری سے سینما جات میں دکھائی جانے والی فلم ''یارب، جہاد اگینسٹ ٹیررازم'' پرسخت اعتراضات کرتے ہوئے احتجاج شروع کر رکھا ہے۔ مذکورہ فلم میں دینی مدارس اور علماء کرام کی کردار کشی کی گئی ہے۔ مسلم علماء کرام نے اسے ناقابل برداشت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فلم ریلیز کی گئی تو امن وامان غارت ہوسکتا ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق ممبئی کے گنجان آباد علاقے ناگپاڑہ میں مشتعل مسلمانوں نے اس فلم کے لگائے گئے بینرز اتار دیئے۔ رکن اسمبلی امین پٹیل کی سربراہی میں ایک وفد نے مہاراشٹرا کے وزیر اعلیٰ پرتھوی راج چوہان سے ملاقات کی اور اس فلم کو فی الفور روکنے کا مطالبہ کیا ہے۔ علماء کرام نے آج اس حوالے سے ایک ہنگامی اجلاس بھی بلایا ہے جس میں فلم کے حوالے سے آئندہ کے لائحہ عمل پر غور کیا جائے گا۔ ریاستی وزیر اعلیٰ نے مسلم علماء کرام کے وفد کو یقین دلایا ہے کہ وہ دہلی جاکر وزیر نشریات منیش تیواری سے اس سلسلے میں بات کریں گے۔ یاد رہے کہ چند دن قبل بالی وڈ فلم ساز مہیش بھٹ اور کیش بھٹ نے اپنی نئی فلم ''یارب، جہاد اگینسٹ ٹیررازم'' کا ٹریلر ریلیز کیا تھا۔

(روزنامہ امت کراچی، ۳رفروری ۲۰۱۴ء)

## نظام زندگی میں

# صبرواستقامت کی اہمیت

مفتی تنظیم عالم قاسمی

گزشتہ سے پیوستہ

طائف کا واقعہ کسے یاد نہیں ہے، بڑی تمنا اور آرزوؤں کے ساتھ اہل مکہ سے تنگ آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا سفر کیا کہ شاید وہاں کے لوگ کچھ موافقت کریں، مگر وہ لوگ چار قدم اور آگے نکلے، صرف گالی اور تمسخر پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ اوباشوں کے ذریعہ اتنے پتھر برسائے گئے کہ قدم مبارک خون سے بھیگ گئے، ضعف و کمزوری سے طبیعت بوجھل ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھک کر جب بیٹھ جاتے تو زبردستی آپ کو اٹھایا جاتا اور پھر پتھروں کی بارش برسائی جاتی۔ اس عظیم حادثہ سے عرش پہ کہرام مچ گیا، عذاب کے فرشتے نازل کیے گئے، مگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا: "اگر ان لوگوں نے ایمان قبول نہیں کیا تو مجھے امید ہے کہ ان کی نسلیں ضرور اسلام سے وابستہ ہوں گی" اس صبرو برداشت کی کیا دنیا مثال پیش کرسکتی ہے؟

یہیں تک نہیں، دشمنوں سے انتقام کا سب سے بڑا موقع فتح مکہ کا تھا۔ دشمن اس دن مکمل آپ کے قابو میں تھے کہ اگر آپ چاہتے تو ایک ایک اذیت کا بدلہ لے سکتے تھے، مگر آپ نے یہ کہتے ہوئے سب کو معاف فرمادیا: "لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء"... تم پر کوئی ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو...۔ (سیرۃ النبی ۲/۳۶۳)

وہ لوگ جو خون کے پیاسے تھے اور جن کے دست ستم سے آپ نے طرح طرح کی اذیتیں اٹھائی تھیں، وحشی جو آپ کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا، ہندہ (ابوسفیان کی بیوی) جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ چاک کیا اور دل وجگر کے ٹکڑے کیے، ان سے آپ نے کوئی باز پرس نہیں کی اور نہ ہی ان سے کوئی انتقام لیا، ہندہ اس کرشمۂ اعجاز سے متاثر ہوکر بے اختیار بول اٹھی: "یارسول اللہ! آپ کے خیمہ سے مبغوض تر خیمہ کوئی میری نگاہ میں نہ تھا، لیکن آج آپ کے خیمہ سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا خیمہ میری نگاہ میں نہیں۔" (صحیح بخاری)

ان کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر وتحمل اور قوت برداشت کے متفرق حیرت انگیز واقعات کتابوں میں موجود ہیں، جن میں بڑی عبرتیں پوشیدہ ہیں اور مصیبت زدگان کے لئے تسلی کا سامان بھی، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند واقعات اپنی نگاہ میں لے آئیں اور آنکھوں کی راہ سے دل میں اتارنے کی کوشش کریں۔

ا..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب فتح مکہ کے بعد جنگ حنین کا واقعہ پیش آیا اور اللہ تعالیٰ نے وقتی شکست کے بعد شاندار فتح نصیب فرمادی اور بے شمار مال غنیمت فاتحین کے ہاتھ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں شرعی مصلحت کے تحت بعض لوگوں کو جو فتح مکہ کے وقت ہی مسلمان ہوگئے تھے اور ابھی مسلمان ہوئے ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا، تالیف قلوب کے طور پر ترجیح دی، چنانچہ ایک نومسلم قبیلہ کے سردار اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے، عیینہ بن حصن کو بھی اتنے ہی دیے، ان دونوں کے علاوہ اور بھی سرداران قریش کو گراں قدر مال غنیمت دیا، پرانے مسلمان انصار و مہاجرین پر ان کو ترجیح دی تو ایک گستاخ شخص بولا: خدا کی قسم اس مال غنیمت کی تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی یہ تقسیم اللہ کے لئے کی گئی ہے، بلکہ اپنی قوم قریش کو خوش کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: بخدا میں اس گمراہ کن پروپیگنڈے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور دوں گا، چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو اس شخص نے کہا تھا، آپ کو اس کی اطلاع دی، ناانصافی اور قوم پروری کا الزام سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا، پھر قدرے سکون کے بعد ارشاد فرمایا: تو پھر اور کون انصاف کرے گا؟ جب اللہ اور اس کے رسول بھی انصاف نہ کریں۔ حقیقت صرف یہ ہے کہ اس شخص کو کچھ نہیں ملا، اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائیں، بے شک ان کو ان کی امت کی جانب سے اس سے بھی زیادہ ایذائیں پہنچائی گئی ہیں، مگر انہوں نے ہمیشہ صبر وضبط سے کام لیا اور کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی، اسی طرح ہمیں بھی صبر وضبط سے کام لینا چاہئے۔

(شرح ریاض الصالحین ۱:۳۲۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومسلم قبائل

اور ان کے سرداروں کو مال غنیمت کی تقسیم میں قدیم ترین مہاجر وانصار غازیوں پر فوقیت اور ترجیح محض اپنی مصلحت اور شرعی حکم تالیف قلب (نومسلموں کی دل جوئی) کے تحت دی تھی۔ مال کی تقسیم میں ظلم وناانصافی کا الزام یقیناً غلط تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو گمراہ کن پروپیگنڈا کرنے والے کو سزا دے سکتے تھے، مگر آپ ؐ نے صبر وضبط سے کام لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ یاد کر کے اپنے غم وغصہ کو تسکین دی۔

۲:... زید بن سعنہ جس زمانہ میں یہودی تھے، لیکن دَین کا کاروبار کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ قرض لیا، میعاد ادا میں ابھی کچھ دن باقی تھے، تقاضے کو آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر کھینچی اور سخت سست ہو کر کہا: "عبدالمطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ یوں ہی حیلے حوالے کیا کرتے ہو! حضرت عمرؓ وہیں تھے، یہ گستاخانہ جملہ سن کر وہ غصہ سے بے تاب ہوگئے، اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا: او دشمن خدا! تو رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: عمر! تم سے کچھ اور امید تھی، اس کو سمجھانا چاہئے تھا کہ نرمی سے تقاضا کرے اور مجھ سے یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں اس کا قرض ادا کروں، یہ فرما کر حضرت عمرؓ سے ارشاد فرمایا کہ قرض ادا کر کے بیس صاع کھجور کی مقدار زیادہ دے دو۔" (بیہقی وابن حبان)

زید بن سعنہ کی سخت کلامی اور انداز کے صحیح نہ ہونے کے سبب حضرت عمرؓ کو فطری طور پر غصہ آگیا، وہ تلملا اٹھے، اس لئے کہ یہ وہ وقت تھا جہاں کوئی بھی انسان بے قابو ہو جاتا ہے، آپ کا اشارہ ہوتا تو حضرت عمرؓ کی تلوار سے زید بن سعنہ کی گردن تن سے جدا ہو جاتی، مگر اس کے نتائج بہتر ثابت نہ ہوتے، اس لئے آپ ؐ نے صبر وتحمل سے کام لیا اور عین انتہائی جذبات کے موقع پر اسلام کا یہ بے مثال دلکش قانون اور طریقہ بتایا: عمر! تم سے کچھ اور امید تھی، اس کو سمجھانا چاہئے تھا کہ نرمی سے تقاضا کرے اور مجھ سے یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں اس کا قرض ادا کروں، بلاشبہ دنیا کا کوئی بھی مذہب حسن معاملگی اور اخلاق عظیم کی یہ مثال پیش نہیں کر سکتا۔

۳:... حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ ہم لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ جاتے اور باتیں کرتے، جب اٹھ کر گھر میں جاتے تو ہم لوگ بھی چلے جاتے، ایک دن حسب معمول مسجد سے نکلے ایک بدو آیا اور اس نے آپ کی چادر اس زور سے پکڑ کر کھینچی کہ آپ کی گردن مبارک سرخ ہوگئی۔ آپ ؐ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا کہ میرے اونٹوں کو غلہ سے لادوے، تیرے پاس جو مال ہے وہ نہ تیرا ہے اور نہ تیرے باپ کا۔ آپ ؐ نے فرمایا: پہلے میری گردن کا بدلہ دو تب غلہ دیا جائے گا، وہ بار بار کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں ہرگز بدلہ نہیں دوں گا، آپ ؐ نے اس کے اونٹوں پر جو اور کھجوریں لدوادیں اور کچھ تعرض نہ فرمایا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

بدو عموماً وحشی مزاج ہوتے ہیں، تہذیب وتمدن سے نابلد اس بدو نے نہ صرف بدکلامی کی بلکہ اس زور سے چادر کھینچی کہ گردن مبارک سرخ ہوگئی۔ اس حرکت پر کسی قائد، رہبر، پیشوا، بادشاہ اور امام نہیں بلکہ ایک عام آدمی کے دل میں بھی انتقام کا جذبہ بھڑک اٹھتا ہے۔ اپنے سماج و معاشرہ کے حالات نگاہوں میں ہیں، بات بات پر انتقامی کارروائی اور پھر اختلاف کا ماحول گرم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری قوتوں اور سرکار دو عالم ہونے کے باوجود کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ بددعا تک کے الفاظ زبان سے نہیں نکلے۔ قربان جاؤں میں آپ کے صبر و تحمل پر جس نے آپ کو دنیا کا امام بنایا۔

۴:... ۵ ہجری میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر منافقین نے تہمت لگائی، یقیناً یہ عفو کے حد سے متجاوز تھا، اس لئے کہ ہر انسان کو اپنی ماں، بہن اور بیوی کی عزت پیاری ہوتی ہے، ان کے بارے میں آبروریزی کا کوئی بھی جملہ ہر ایک کے لئے ناقابل برداشت ہے، یہ کبر نہیں بلکہ عین غیرت اور ثواب کا کام ہے، شریعت نے ان کی عزت وآبرو کے تحفظ کی بڑی تاکید کی ہے بلکہ اس کے لئے جان دینے کو شہادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نازک موقع پر بھی تحمل اور برداشت سے کام لیا۔ مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سب سے بڑھ کر طیش اور غضب کا موقع "افک" کا واقعہ تھا، جب کہ منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نعوذ باللہ تہمت لگائی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی محبوب ترین ازواج اور ابوبکر صدیقؓ جیسے یار غار اور افضل الصحابہ کی صاحبزادی تھیں، شہر منافقوں سے بھرا پڑا تھا، جنہوں نے دم بھر میں اس خبر کو اس طرح پھیلا دیا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا، دشمنوں کی شماتت، ناموس کی بدنامی، یہ باتیں انسانی صبر وتحمل کے پیمانہ میں نہیں سما سکتی، تاہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کے ساتھ کیا کیا؟"

(سیرۃ النبی: ۲۰۲/۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی صبر وتحمل سے لبریز ہے، کسی موقع پر بھی آپ ؐ نے نفسانی جذبات کا استعمال نہیں کیا، غیظ وغضب اور وقتی معاملات سے طیش میں آکر کوئی بھی اقدام بلاشبہ ہزار مفاسد پیدا کرتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں صبر وتحمل سے کام لیا جائے۔ آقا اپنے ملازم کے قصور اور لغزشوں کو

معاف کرے اور اگر وقتی طور پر بھی آقا ناراض ہو جائے تو ملازم کو بھی اسے برداشت کرنا چاہیے، باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اور بیٹا اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے، میاں بیوی میں خلش ایک فطری بات ہے، مگر اسے باہمی صبر و تحمل سے دور کرتے ہوئے زندگی کو خوش گوار بنانے کی کوشش کی جائے۔ غرض پر سکون اور کامیاب زندگی کے لئے صبر و تحمل اور قوت برداشت بنیادی عنصر ہے۔ ہماری پستی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم وقتی طور پر جذبات کے رو میں بہہ جاتے ہیں، جس سے دور رس نگاہ متاثر ہو جاتی ہے اور سوچ و تدبر کا مزاج نہیں رہتا۔ موجودہ حالات میں خاص طور پر سیرت نبوی کے اس پہلو کو اپنانے کی سخت ضرورت ہے۔

☆☆..........☆☆

# اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

اک شخص سراپا رحمت ہے، اک ذات ہے یکسر لطفِ خدا
ہم ارض و سما کو دیکھ چکے لیکن کوئی اس جیسا نہ ملا
اس ذات پہ رحمت ختم ہوئی، نبیوں کی شہادت ختم ہوئی
یعنی کہ نبوت ختم ہوئی پھر کوئی نہ اس کے بعد آیا
(آغا شورش کاشمیری)

میرے ماں باپ بھی ان پہ قربان ہوں
دونوں عالم میں جن سے ہوئی روشنی
کیوں نہ ختم الرسل ہو لقب آپ کا
آپ کے بعد کوئی نہ آیا نبی
(اظہار الحق اظہار)

مبارک ہو جہاں میں رحمۃ للعالمین آئے
گنہگاروں کو مژدہ ہو شفیع المذنبین آئے
نبوت ختم کردی جن پہ خلاق دو عالم نے
وہ فخر انبیاء آئے وہ ختم المرسلین آئے
(قمر یزدانی)

رشک صد یوسفِ کنعاں ہے مدینے کا نگار
دو جہاں طالب دیدار نظر آتے ہیں
تاج ہے ختم نبوت کا سر اقدس پر
گرد انوار ہی انوار نظر آتے ہیں
(سید نفیس الحسینیؒ)

خشک ہونٹوں پہ ترانے آگئے
شادمانی کے زمانے آگئے
مژدہ اے امت کہ ختم المرسلیں
بخت خوابیدہ جگانے آگئے
(شکیل بدایونی ۱۹۷۰ء)

گنبد خضرا کے نظارے
دیکھ کے جاگے بھاگ ہمارے
ختم ہوئی ہے ان پہ نبوت
وہ نبیوں کے راج دُلارے
(محمود عارف)

سرور کونین ختم الانبیاء ﷺ
بندۂ حق مظہر شانِ خدا
محسن انسانیت خیر البشر ﷺ
مخزن و سرچشمۂ صدق و صفا
(ڈاکٹر انعام احسن)

حضور ﷺ شہنشاہ رحمت عالم، حضور ختم الرسل ﷺ
بشر کے وہم سے بالاتر آپ کے درجات
ہیں آسمان نبوت پہ آپ بدر منیر
حضور ﷺ آپ کے حلقے میں مہر و ماہ اسیر
(ضیا جعفری ۱۹۷۰ء)

# دشمن کے مقابلہ میں قوت جمع کرنے کا حکم

## ایک سبق آموز واقعہ

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

یہ ۱۹۷۳ء کی بات ہے۔ عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کو تھی ایسے میں ایک امریکی سینیٹر ایک اہم کام کے سلسلے میں اسرائیل آیا وہ اسلحہ کمیٹی کا سربراہ تھا، اسے فوراً اسرائیل کے وزیراعظم (گولڈہ مائیر) کے پاس لے جایا گیا، گولڈہ مائیر نے ایک گھریلو عورت کی مانند سینیٹر کا استقبال کیا اور اسے اپنے کچن میں لے گئی، یہاں اس نے امریکی سینیٹر کو ایک چھوٹی ڈائننگ ٹیبل کے پاس کرسی پر بٹھا کر چولہے پر چائے کے لئے پانی رکھ دیا اور خود بھی وہیں آ بیٹھی۔ اس کے ساتھ اس نے طیاروں، میزائلوں اور توپوں کا سودا شروع کر دیا، ابھی بھاؤ تاؤ جاری تھا کہ اسے چائے پکنے کی خوشبو آئی، وہ خاموشی سے اٹھی اور چائے دو پیالیوں میں انڈیلی، ایک پیالی سینیٹر کے سامنے دوسری گیٹ پر کھڑے امریکی گارڈ کو تھما دی پھر دوبارہ میز پر آ بیٹھی اور امریکی سینیٹر سے محو کلام ہو گئی، چند لمحوں کی گفت و شنید اور بھاؤ تاؤ کے بعد شرائط طے پا گئیں، اس دوران گولڈہ مائیر اٹھی پیالیاں سمیٹیں اور انہیں دھو کر واپس سینیٹر کی طرف پلٹی اور بولی: مجھے یہ سودا منظور ہے، آپ تحریری معاہدے کے لئے اپنا سیکرٹری میرے سیکرٹری کے پاس بھجوا دیجئے۔

یاد رہے کہ اسرائیل اس وقت اقتصادی بحران کا شکار تھا، مگر گولڈہ مائیر نے کتنی سادگی سے اسرائیل کی تاریخ میں اسلحے کی خریداری کا اتنا بڑا سودا کر ڈالا۔ حیرت کی بات ہے کہ خود اسرائیلی کابینہ نے اس بھاری سودے کو رد کر دیا، اس کا موقف تھا کہ اس خریداری کے بعد اسرائیلی قوم کو برسوں تک دن میں ایک وقت کھانے پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ گولڈہ مائیر نے ارکان کابینہ کا موقف سنا اور کہا: آپ کا خدشہ درست ہے لیکن اگر ہم جنگ جیت گئے اور ہم نے عربوں کو پسپائی پر مجبور کر دیا تو تاریخ ہمیں فاتح قرار دے گی اور جب تاریخ کسی قوم کو فاتح قرار دیتی ہے تو وہ بھول جاتی ہے کہ جنگ کے دوران فاتح قوم نے کتنے انڈے کھائے تھے اور روزانہ کتنی بار کھانا کھایا تھا۔ اس کے دسترخوان پر کتنے انڈے، مکھن، جیم تھا یا نہیں اور ان کے جوتوں میں کتنے سوراخ تھے یا ان کی تلواروں کے نیام پھٹے پرانے تھے۔ گولڈہ مائیر کی دلیل میں وزن تھا لہٰذا اسرائیلی کابینہ کو اس سودے کی منظوری دینا پڑی، آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ گولڈہ مائیر کا اقدام درست تھا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اسی اسلحے اور جہازوں سے یہودی عربوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے، جنگ ہوئی اور عرب ایک بوڑھی عورت سے شرمناک شکست کھا گئے، جنگ کے عرصہ بعد واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے گولڈہ مائیر کا انٹرویو لیا اور سوال کیا: امریکی اسلحہ خریدنے کے لئے آپ کے ذہن میں جو دلیل تھی وہ فوراً آپ کے ذہن میں آئی تھی یا پہلے سے حکمت عملی تیار کر رکھی تھی؟

گولڈہ مائیر نے جواب دیا: ''وہ چونکا دینے والا تھا، وہ بولی میں نے استدلال اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کے نبی (محمد ﷺ) سے لیا تھا، میں جب طالبہ تھی تو مذاہب کا موازنہ میرا پسندیدہ موضوع تھا، ان ہی دنوں میں نے محمد (ﷺ) کی سوانح حیات پڑھی، اس کتاب میں مصنف نے ایک جگہ لکھا تھا کہ جب محمد (ﷺ) کا وصال ہوا تو ان کے گھر میں اتنی رقم نہیں تھی کہ چراغ جلانے کے لئے تیل خریدا جا سکے، لہٰذا ان کی اہلیہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی زرہ بکتر رہن رکھ کر تیل خریدا، لیکن اس وقت بھی محمد (ﷺ) کے حجرے کی دیواروں پر نو تلواریں لٹک رہی تھیں۔ میں نے جب یہ واقعہ پڑھا تو میں نے سوچا کہ دنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کی پہلی ریاست کی کمزور اقتصادی حالت کے بارے میں جانتے ہوں گے لیکن مسلمان آدھی دنیا کے فاتح ہیں، یہ بات پوری دنیا جانتی ہے، لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے اور میری قوم کو برسوں بھوکا رہنا پڑے، پختہ مکانوں کے بجائے خیموں میں زندگی بسر کرنا پڑے تو بھی اسلحہ خریدیں گے، خود کو مضبوط ثابت کریں گے اور فاتح کا اعزاز پائیں گے۔''

گولڈہ مائیر نے اس حقیقت سے تو پردہ اٹھایا، مگر ساتھ ہی انٹرویو نگار سے درخواست کی کہ اسے ''آف دی ریکارڈ'' رکھا جائے اور شائع نہ کیا جائے۔ وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے نبی کا نام لینے سے جہاں اس کی قوم اس کے خلاف ہو سکتی ہے، وہاں دنیا میں مسلمانوں کے موقف کو تقویت ملے گی، چنانچہ واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے یہ واقعہ حذف کر دیا، وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا، یہاں تک کہ گولڈہ مائیر انتقال کر گئی اور وہ انٹرویو نگار بھی عملی صحافت سے الگ ہو گیا، اس دوران ایک اور نامہ نگار، امریکا کے بیس بڑے نامہ نگاروں کے انٹرویو لینے میں مصروف تھا، اس سلسلے میں وہ اسی نامہ نگار کا انٹرویو لینے جس نے واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے کی حیثیت سے گولڈہ مائیر کا انٹرویو لیا تھا، اس انٹرویو میں اس نے گولڈہ مائیر کا واقعہ بیان کر دیا جو سیرت نبوی سے متعلق

تھا، اس نے کہا: اب یہ واقعہ بیان کرنے میں اسے کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہو رہی ہے۔

گولڈہ مائیر کا انٹرویو کرنے والے نے مزید کہا: میں نے اس واقعہ کے بعد جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو میں عرب بدوؤں کی جنگی حکمت عملیاں دیکھ کر حیران رہ گیا، کیونکہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ طارق بن زیاد جس نے جبرالٹر (جبل طارق) کے راستے اسپین فتح کیا تھا، اس کی فوج کے آدھے سے زیادہ مجاہدین کے پاس پورا لباس تک نہیں تھا، وہ بہتر بہتر گھنٹے ایک چھاگل پانی اور سوکھی روٹی کے چند ٹکڑوں پر گزارا کرتے تھے۔ یہ وہ موقع تھا جب گولڈہ مائیر کا انٹرویو نگار قائل ہو گیا کہ: ”تاریخ فتوحات گنتی ہے، دسترخوان پر پڑے انڈے، جیم اور مکھن نہیں۔“

گولڈہ مائیر کے انٹرویو نگار کا اپنا انٹرویو جب کتابی شکل میں شائع ہوا تو دنیا اس ساری داستان سے آگاہ ہوئی۔ یہ حیرت انگیز واقعہ تاریخ کے دریچوں سے جھانک جھانک کر مسلمانانِ عالم کو جھنجھوڑ رہا ہے، بیداری کا درس دے رہا ہے، ہمیں سمجھا رہا ہے کہ ادھڑی عباؤں اور پھٹے جوتوں والے گلہ بان، چودہ سو برس قبل کس طرح جہاں بان بن گئے؟ ان کی ننگی تلوار نے کس طرح چار براعظم فتح کر لئے؟ اگر پرشکوہ محلات، عالیشان باغات، زرق برق لباس، ریشم و کمخواب سے آراستہ و پیراستہ آرام گاہیں، سونے، چاندی، ہیرے اور جواہرات سے بھری تجوریاں، خوش ذائقہ کھانوں کے انبار، کھنکھناتے سکوں کی جھنکار ہمیں بچا سکتی تو تاتاریوں کی ٹڈی دل افواج بغداد کو روندتی ہوئی معتصم باللہ کے محل تک نہ پہنچتی۔

آہ! وہ تاریخ اسلام کا کتنا عبرتناک منظر تھا جب معتصم باللہ آہنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا، چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کے سامنے کھڑا تھا، کھانے کا وقت آیا تو ہلاکو خان نے خود سادہ برتن میں کھانا کھایا اور خلیفہ کے سامنے سونے کی طشتریوں میں ہیرے اور جواہرات رکھ دیئے۔ معتصم سے کہا: جو سونا چاندی تم جمع کرتے تھے اسے کھاؤ! بغداد کا تاجدار بے چارگی و بے بسی کی تصویر بنا کھڑا تھا، بولا: میں سونا کیسے کھاؤں؟ ہلاکو نے فوراً کہا: پھر تم نے یہ سونا چاندی جمع کیوں کیا تھا؟“

وہ مسلمان جسے اس کا دین ہتھیار بنانے اور گھوڑے پالنے کی ترغیب دیتا تھا کچھ جواب نہ دے سکا۔

ہلاکو خان نے نظریں گھما کر محل کی جالیاں اور مضبوط دروازے دیکھے اور سوال کیا؟

”تم نے ان جالیوں کو پگھلا کر آہنی تیر کیوں نہیں بنائے؟ تم نے یہ جواہرات جمع کرنے کے بجائے اپنے سپاہیوں کو رقم کیوں نہ دی تاکہ وہ جانبازی اور دلیری سے میری افواج کا مقابلہ کرتے۔“

(ماہنامہ البلاغ کراچی، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ)

---

## بقیہ:...... رسول اللہ ﷺ کی اہم وصیت

نزع کی حالت طاری ہوئی تو پانی کا ایک پیالہ سرہانے رکھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر پھیر لیتے تھے، چہرۂ مبارک کبھی سرخ کبھی زرد پڑ جاتا تھا، زبان سے فرما رہے تھے: ”لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات“ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں موت کے سکرات ہوتے ہیں۔ اسی حالت میں فاطمہ زہرا سے فرمایا: بیٹی ابھی تو مزوں کو کرکرا کرنے والی، آرزوؤں اور خواہشوں کو توڑنے والی، جماعتوں کو جدا کرنے والی، بیویوں کو بیوہ کرنے والی بیٹوں، بیٹیوں کو یتیم کرنے والی ہے، فاطمہ بتول رو پڑی تو دست مبارک نے آنسو پاک کیے، فرمایا: نہیں روؤ نہیں پھر حسن حسین رضی اللہ عنہما ”سید اشباب اھل الجنۃ“ کو بلایا وہ نانا کا یہ حال دیکھ کر رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو چوما اور ان کے احترام کے بارے میں وصیت فرمائی، پھر ازواج کو بلایا اور نصائح فرمائیں، پھر حضرت علی مرتضیٰؓ کو بلایا، انہوں نے سر مبارک اپنی گود میں لے لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرتے تھے اور تف مبارک حضرت علیؓ کے چہرۂ انور پر پڑ رہا تھا، علیؓ سے فرمایا:

”لونڈی غلام کے بارے میں خدا کو یاد رکھو، انہیں خوب کھلاؤ خوب پہناؤ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو، فرمایا: علی خوب صبر و شکیب سے رہو۔“

حضرت علی المرتضیٰؓ باہر چلے گئے تو حضرت عائشہ طیبہ نے سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا، عبدالرحمن بن ابی بکرؓ آئے ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی وہ مسواک بھی کی اس کے بعد زبان مبارک سے نکلا: ”الصلوٰۃ، الصلوٰۃ..... وما ملکت ایمانکم“ نماز، نماز اور لونڈی غلام کے حقوق ”اللھم الرفیق الاعلیٰ“ اے خدا برترین رفیق، عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ پھر آنکھ کی پتلی بدل گئی۔

☆☆..........☆☆

### شریف.............حاصل تمنائی

ملتے ہی اقتدار بدلنے لگے شریف
پرویزیت کی راہ پہ چلنے لگے شریف
خاروں سے راہ و رسم بڑھائی ہے اس قدر
کھلتے ہوئے گلوں کو مسلنے لگے شریف

# مغربی ممالک میں اسلام اور مسلمان!

جاوید اختر ندوی

عالمی حالات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ آج مغرب کو کسی دین اور کسی قوم سے سب سے زیادہ اپنے خود ساختہ مذہب اور نظریہ کو خطرہ ہے تو وہ دین، دین اسلام اور وہ قوم، قوم مسلم ہے، وجہ یہ ہے کہ یہی وہ دین ہے جس نے تمام ادیان کو منسوخ کر دیا، اب اس کے بعد نہ کوئی دین آئے گا اور نہ کوئی نبی، اسی طرح اس دین کے ظہور کے بعد سابقہ تمام ادیان و مذاہب منسوخ ہو گئے اور قیامت تک آنے والی ہر نسل، ہر جماعت اور ہر فرد و بشر کے لئے دین اسلام، اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید کی اطاعت لازم ہے۔

لیکن ہوا و ہوس کے پجاریوں نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ اس دین برحق سے گریز کی دعوت دی اور وہ اپنے لاؤ لشکر، مادی و ظاہری وسائل کے سہارے اس دین کو دبانے کی کوشش کرتے رہے، کیونکہ یہ دین انسانی فطرت کی آواز ہے، اس کے ضمیر کی پکار ہے، اس دین کو اسی خالق و مالک نے برپا کیا جو ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اور زندگی کے ہر ہر موڑ پر پیش آنے والی مشکلات و مصائب کا حل اس کے اندر ودیعت کر دیا گیا ہے اور ہر اس چیز سے منع کر دیا گیا جو انسانی اقدار اور رب کی خوشنودی کے منافی ہو، اس کے نتیجہ میں اسلام کی ابتدا سے لے کر آج تک لوگوں کو اس سے متوحش کیا گیا اور ان کے دلوں میں نفرت کے بیج بوئے گئے، مگر جوں ہی ان کو اسلام کے مطالعہ کا موقع ملا، وہ اس کے اسیر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس کی شہادت خود مغربی میڈیا نے دی ہے اور یہ ثابت ہو گیا کہ اس دین کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے، دشمنان اسلام اور حاسدین مذہب جس قدر اس کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں، اسی قدر اس کا دائرہ پھیلتا جا رہا ہے اور وہ انسانی نفوس کو مسخر کر رہا ہے، ذیل میں انٹرنیٹ کی مختلف ویب سائٹس سے چند حیرت انگیز اور مسرت بخش رپورٹیں قارئین کی نذر کی جا رہی ہیں جو مغربی میڈیا ہی کی تیار کردہ ہیں۔

امریکی نیوز چینل سی این این کی رپورٹ کے مطابق اسلام پوری دنیا بھر میں سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلنے والا دین بن گیا ہے۔ این بی سی نے رپورٹ دی ہے کہ بیس ہزار امریکی مرد و عورت ہر سال دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں، سی این ایس نیوز نے اپنی ویب سائٹ پر ایک مقالہ شائع کیا، جس میں کہا گیا ہے کہ عنقریب اسلام یورپ میں سب سے غالب دین بن جائے گا، اسی مقالہ میں مزید کہا گیا ہے کہ ۲۵ سال بعد جمعہ کی نماز پڑھنے والے مسلمانوں کی تعداد چرچ میں اتوار کی عبادت کرنے والے عیسائیوں کی تعداد سے دو چند ہو جائے گی اور ان شاء اللہ ۲۰۴۶ء تک مذہب اسلام جرمنی کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا اور یہی نہیں بلکہ مقالہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گزشتہ صدی میں فرانس میں چرچ سے زیادہ مسجدوں کی تعمیر ہوئی ہے، ایک برطانوی اخبار دی ہیرالڈ نے لکھا ہے کہ یورپ میں ہزاروں لوگ حلقۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، یہی اخبار لکھتا ہے کہ برطانیہ کے ایک شہر گلاسکو میں مسلسل اسلام کا دائرہ پھیلتا جا رہا ہے، یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہونے والے دو سو سے پانچ سو کی تعداد میں ہر سال ہوتے ہیں، بعض اعداد و شمار کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار ہزار جرمن مرد و عورت پچھلے سال اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔

لیکن یہ جان کر بڑی حیرت ہو گی کہ مغرب ممالک میں اسلام قبول کرنے والوں میں زیادہ تر عورتیں ہیں، ایک برطانوی میگزین ٹائمز لکھتا ہے کہ امریکی مردوں کی تعداد کے چار گنا زیادہ امریکی عورتیں اسلام میں داخل ہوئی ہیں، یعنی اسی فیصد مسلمان یہاں عورتیں ہیں، سوئٹزرلینڈ میں تیس ہزار عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی ہیں، حیرت کی بات یہ ہے کہ مغرب میں مسلمان عورتوں کی شبیہ بگاڑ کر پیش کی گئی ہے، جس کو وہ رجعت پسندی، پستی اور کمزوری سے تعبیر کرتے ہیں تو پھر خواتین کی اتنی بڑی تعداد کیوں اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے ایک مغربی مصنفہ جس نے عیسائیت کو ترک کر کے اسلام قبول کیا، کہتی ہے کہ جب کوئی مغرب کا فرد اسلام پر طرح طرح کے حملے کرتا اور اس کو ایسا دین کہتا ہے جو عورتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتا ہے تو میں ان سے پوچھتی ہوں کہ مہذب و متمدن یورپی اور امریکی معاشرہ میں پیدا

ہوکر پروان چڑھنے والی عورتیں کیوں اسلام کے مطالعہ کے بعد اس پر تیار ہوجاتی ہیں کہ مغرب کی دی ہوئی آزادی اور خودمختاری کو چھوڑ کر ایک ظالم دین کو اختیار کریں، جو عورتیں کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے۔

## ہر سال پانچ ہزار برطانوی آغوشِ اسلام میں:

ایک حالیہ تحقیق سے انکشاف ہوا ہے کہ برطانوی باشندوں کی تعداد جنھوں نے اسلام کو اپنے دین کے طور پر منتخب کیا، پچھلے دس برسوں میں یہ تعداد کئی گنا بڑھ گئی ہے، ایک مقامی اخبار نے لکھا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والے برطانوی باشندوں کی تعداد پچھلی دہائی میں ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے اور ہر سال پانچ ہزار کی تعداد درج کی جاتی ہے۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ چودہ سو برطانویوں نے دارالحکومت لندن میں پچھلے بارہ مہینوں کے اندر اسلام قبول کیا، جب کہ ہر سال برطانیہ میں پانچ ہزار سو دو افراد اسلام قبول کرتے ہیں۔ اخبار نے اس تحقیق کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پچھلے دس برسوں میں اسلام میں داخل ہونے والوں کی یہ رپورٹ مقامی باشندوں اور پولیس اسٹیشن اور مساجد کے بیانات کے نتیجہ میں سامنے آئی ہے اور اس میں شک کرنے والے کچھ ہی ہوں گے کہ گزشتہ دہائی میں اسلام برطانیہ میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔

برطانوی باشندوں کے اسلام میں داخل ہونے کے اسباب شمار کراتے ہوئے اخبار لکھتا ہے: پہلا سبب یہ ہے کہ یہ دین زندگی کی ہر میدان میں لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے اور وہ لوگوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے، ایک تعداد ایسی بھی ہے جو نومسلموں کی روداد اور ان کے اسلام لانے کے اسباب کو خود آزما کر کے اسلام قبول کرتی ہے۔

رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پچھلے چھ سالوں میں ملک میں نومسلموں کی تعداد میں ۲۷ فیصد اضافہ ہوا ہے، مسجدوں کی تعداد پندرہ سو ہوگئی ہے اور برطانوی ادارہ نے لکھا ہے کہ سابقہ مذہب تبدیل کرکے اسلام میں داخل ہونے والوں کے علاوہ سینکڑوں لامذہب برطانوی بھی اسلام کی طرف آرہے ہیں۔

حکومتی ذرائع نے لکھا ہے کہ قیدیوں کی ایک بڑی تعداد برطانیہ کی جیلوں میں اسلام قبول کررہی ہے، اسی طرح وہاں کے اسکولوں میں بھی طلبا کے درمیان اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے، اس سے بچے بھی محفوظ نہیں ہیں، وہ بھی مساجد اور اسلامک سینٹروں میں جاکر اسلام کی طرف مائل ہورہے ہیں۔

اس سلسلہ میں مغربی تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ برطانیہ میں روایتی عیسائی چرچ کا بند ہوجانا اور برطانوی معاشرہ اخلاقی قدروں کا فقدان کے خلا کو آئندہ دنوں میں صرف اسلام ہی بھر سکتا ہے، ایک رپورٹ کا عنوان ہی یہ قائم کیا گیا ہے "قلب یورپ میں اسلام کا تیزی سے پھیلتا دائرہ" مساجد کی تعداد پیرس، روم اور لندن میں چرچ کے برابر ہونے جارہی ہے، مغربی اور امریکی بازاروں میں قرآن مجید کے ترجمے سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتابوں میں شامل ہوگئے ہیں، جیلوں میں بھی اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور قیدیوں کی بڑی تعداد آئے دن اسلام میں داخل ہورہی ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسلام ویلز اور دوسرے علاقوں میں سب سے تیز پھیلنے والا مذہب بن گیا ہے اور یہ باشندوں کی نئی تعداد کے جائزہ کے بعد کہا جارہا ہے، برطانوی حکومت سے ان کا سوال ہے کہ ہم کون ہیں، کیسے زندگی گزاریں اور کیا کریں؟

رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد مستقبل میں برابر بڑھتی رہے گی اور موجودہ تعداد سے کئی گنا ہوجائے گی اور اسلام برطانیہ کا دوسرا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا اس لئے کہ مجموعی طور پر باشندوں کی تعداد پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی تعداد ۲۰۰۱ء میں ۷۲ فیصد سے کم ہوکر ۲۰۱۱ء میں ۵۹ فیصد پر پہنچ گئی ہے اور دوسری طرف گزشتہ ایک دہائی میں مسلمانوں کی تعداد ۳ سے ۵ فیصد تک پہنچ گئی ہے۔

ذرائع ابلاغ سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد آئندہ برسوں میں برابر بڑھتی رہے گی اور موجودہ رفتار اور ۲۰۱۲ء کے مسلم باشندوں کی تعداد کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ مجموعی تعداد میں وہ دس فیصد تک پہنچ جائیں گے۔ سی این این کی ویب سائٹ ۲۰۱۰ء میں ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس کا عنوان تھا: "مغربی دنیا میں اسلام کا تیزی سے پھیلتا دائرہ" جس میں اعتراف کیا گیا کہ مغربی ممالک میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور مسلسل اس میں اضافہ ہی ہورہا ہے، چنانچہ پچھلے بارہ برسوں میں امریکا میں ۱۲۰۰ سے زیادہ مساجد بن چکی ہیں، یعنی سالانہ سو مسجد تعمیر ہونے کا اوسط رہا اور رپورٹ میں لکھا ہے کہ زیادہ تر نومسلم اسلامی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے اور دین کے تعلق سے مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد اسلام کے پرزور داعی اور وکیل بن جاتے ہیں۔

اخیر میں میگزین دی اکنامسٹ نے مذکورہ رپورٹوں کی تصدیق وتائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دین اسلام مغرب کی وادیوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور سالانہ ۲۵۰۰ برطانوی باشندوں کے دلوں کو وہ اپنا اسیر بنا رہا ہے اور نومسلموں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ ☆☆

گھر اُجاڑا، پھاوتھی کے بیٹے کو عاق کر کے اخباروں میں ۴-۵ صفحات پر مشتمل طویل اشتہارات چھاپے۔ ایسا تو کوئی شریف آدمی سوچ بھی نہیں سکتا، کجا ایسے عمل کرے۔

ساس جو ماں کے برابر ہوتی ہے اور پھر وہ ساس جو کہ قادیانی جماعت کی اُم المومنین کی ماں بھی کہلاتی ہے، اس ماں کے بارے میں مرزا قادیانی کو الہام ہوتا ہے: "اے عورت تیرے مکر بڑے ہیں۔" جس اُم کی اُم کے مکر بڑے ہوں گے تو بیٹی اگر آگے نہیں بڑھی یا برابر بھی نہیں تو کم از کم کچھ اثر تو لیا ہوگا قادیانی اُم المومنین نے؟

مرزا قادیانی کے سسر میر ناصر نواب جو کہ محکمہ نہر میں نقشہ نویس تھے، کثیر الاولاد تھے اور مرزا قادیانی کی جب مذہب کی آڑ میں حرکات دیکھیں تو مرزا قادیانی کی حرکتوں سے کافی عرصہ نالاں رہے۔ انہوں نے ایک نظم مرزا قادیانی کی شان میں لکھی۔ بعد میں جب نوکری سے پنشن پا گئے تو مختلف حربوں سے ان کو قابو کر لیا۔ نظم کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے:

مہدی وقت ہے کوئی مشہور
کوئی بنتا ہے عیسائے دوران
نہ عیاں اس میں عیسوی برکت
نہ ہدایت کا اس میں نام ونشان
نیک سب اُٹھ گئے زمانہ سے
بھلی میں نہیں رہی ہے جان
جب دنیا نے گھیر رکھا ہے
ہے بہت ہی ضعیف اب ایمان
جب مولیٰ جہاں سے ہے معدوم
حرص دنیا میں پھنس گئے انسان
لذت نفس میں وہ ہیں سرگرم
آج کل ہیں جو پیشوائے جہان
مرغ بریاں کا شوق ہے ان کو
ہیں ملائک خصائل جو انسان
قورمہ اور پلاؤ کھاتے ہیں
لوگ کہتے ہیں جن کو قطب زمان
جو ولایت میں ہیں قدم رکھتے
ان کی صدقہ پہ ہے فقط گزران
ٹھاٹھ ہیں ان کے سب امیرانہ
در دولت پہ ہیں کئی دربان
رات دن ہیں عمارتیں بنتی
مال کرتے ہیں مفت میں ویران
ہائے آتے نہیں نظر وہ لوگ
دیکھنے کو ترس گئی دل وجان
ہر صدر میں ہوئے ہیں اہل الحق
رہبر خلق وصاحب عرفان
دین اسلام جن سے تازہ ہوا
جن سے رونق پذیر تھا ایمان

(اشاعۃ السنہ ج۱۳، ۴۲۰، بحوالہ رئیس قادیان ج دوم ص۲۶۹، ۲۸۷، مصنفہ مولانا رفیق دلاوری)

مرزا قادیانی کا اپنا اعتراف کہ ان کے اپنا کنبہ (عزیز واقارب ان کو کیا سمجھتے تھے: "جو لوگ میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعوے میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۶۱)

قصبہ کے باسیوں کے ساتھ:

مرزا قادیانی کا دعویٰ نعوذ باللہ عین محمد ہونے کا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے ہیں کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفوں نے امین اور صادق تسلیم کیا۔" (ملفوظات، ج۸ ص۶۸) لیکن مرزا قادیانی کو دنیا تو دور کی بات ہے جس قصبہ میں رہتے ہیں اس کے باسیوں کا مرزا قادیانی کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ عزیز واقارب کے اقوال کا اعترافی بیان تو پڑھ چکے اب مرزا قادیانی ہی کی زبانی کہ قادیان کے شہری ان کو کیا کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورہ سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے۔ لوگ اس کا دھوکہ نہ کھائیں۔" (قادیان کے آریہ اور ہم، ص۱۱، خزائن ج۲۰ ص۴۲۵) کیا اس کے باوجود بھی کوئی گنجائش رہتی ہے؟

(جاری ہے)

## اظہارِ تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گلشن معمار کراچی کے کارکن جناب عبدالحئی صاحب ۳ رفروری بروز پیر کار حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم چند دن قبل ہی عمرہ کی سعادت حاصل کر کے لوٹے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ اگلے دن بعد نماز ظہر مقامی مسجد میں ادا کی گئی۔ مجلس کی طرف سے جناب سید انوار الحسن اور مفتی محمد زکریا نے جنازہ میں شرکت کی اور لواحقین سے تعزیت کی۔

حلقہ فیڈرل بی ایریا کراچی کے ساتھی عثمان کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ ان کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر عیدگاہ جامع مسجد فلاح نصیر آباد بلاک ۱۴ میں ادا کی گئی۔ کارکنان ختم نبوت سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی اپیل ہے۔

# مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات

شیخ راحیل احمد، جرمنی

نویں قسط

مرزا جی کے بیٹے بشیر الدین محمود احمد جو بزعم خود مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں، لکھتے ہیں کہ: ''اس (مرزا قادیانی) نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے، تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان پر عمل کرنے سے مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔'' (احمدیت یا سچا اسلام ص۵۶)

اب ذرا اس مکمل اخلاق والی زبان کا نمونہ بھی دیکھ لیں۔ مرزا قادیانی انتہائی اخلاق سے لکھتے ہیں: ''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے تو کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔'' (حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات، ج۲ ص۲۵، از یعقوب علی عرفانی، ایڈیٹر الحکم قادیان)

## اہل خانہ کے حقوق:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی ہر بات پر عمل کرنا بھی اسلامی عبادت کا ہی حصہ ہے اس لئے اہل خانہ کے حقوق بھی عبادت کا حصہ ہیں۔ اس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے: ''جو شرائط تم پر پوری کرنی فرض ہیں، ان میں سب سے پہلے وہ شرط (یا شرائط) پوری کرنی لازم ہیں جن سے تم نے اپنے لئے کسی عورت کو حلال کیا۔'' (معذرت، اصل الفاظ اس وقت یاد نہیں صرف مفہوم پیش کر دیا ہے۔ ناقل) اور جب ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق، اپنے اقوال کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں مطابقت دیکھتے ہیں اور کہیں بھی تضاد نہیں پاتے اور ان کا سلوک اپنے اہل خانہ کے ساتھ بھی مثالی تھا کہ آج بھی مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے انصاف پسند لوگ بھی ان باتوں کا برملا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان پر عمل کر کے اپنی زندگی میں خوشیاں بھی بکھیرتے ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی جن کا دعویٰ ہے کہ نعوذ باللہ وہ عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کا اپنے اہل خانہ، عزیز و اقارب کے ساتھ کیا تعلقات تھے اور ان کے سیرت نگار ہمیں کیا بتاتے ہیں؟ مرزا قادیانی نے اپنی پہلی بیوی جو کہ ان کی ماموں زاد بھی تھیں، کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

مرزا قادیانی کی گھسیٹی بیگم (والدہ مرزا) کی بھانجی، حرمت بی بی کے ساتھ پندرہ برس کی عمر میں شادی ہوئی۔ پتہ نہیں ایسی کونسی مجبوری پیش آ گئی کہ اتنی کم عمری میں ہی شادی کر دی گئی؟ یہ اعتراض کرنے کی بات نہیں بلکہ رحم کھانے کی بات ہے کہ دونوں خاندان پتہ نہیں کس مجبوری کا شکار ہوئے اور اتنے چھوٹے بچوں کو رشتہ ازدواج میں باندھنا پڑا۔

ایک سال کے بعد مرزا سلطان پیدا ہوا۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر سولہ برس کے قریب تھی۔ بے چارے مرزا قادیانی، اتنی کم عمری میں ایک اور ذمہ داری پڑ گئی جو بے چارے میاں بیوی نبھانے سے قاصر تھے۔ آخر بچے کے بے اولاد تایا تائی نے آگے بڑھ کر ذمہ داری سنبھال لی۔

اس کے تقریباً چار سال بعد دوسرا بیٹا مرزا فضل احمد پیدا ہوا جس کو خاندان میں ''پھجا'' کہتے تھے اور اسی مناسبت سے حرمت بی بی ''پھجے دی ماں'' کے نام سے پکاری جانے لگیں اور مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی اسی نام سے پکاری جا رہی ہیں۔ اس کے لئے ان کو مرزا بشیر احمد ایم اے کا شکر گزار ہی ہونا پڑے گا کہ انہوں نے اس کو تحریر میں ڈھال دیا۔

مرزا قادیانی کے سیرت نگار بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کم از کم پچیس سال تک کوئی کام نہیں کیا۔ کتابوں اور مسجد کی آڑ میں چھپ کر بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اپنے ابا کی سالانہ پنشن لے کر چند دنوں میں ادھر ادھر اڑا دی اور پھر بیوی بچوں کو ماں باپ کے سر پر چھوڑ کر سیالکوٹ بھاگ گئے۔

مرزا قادیانی کے صحابی سید سرور شاہ کا بیان ہے کہ مرزا قادیانی نے ان کو بتایا کہ ''فضل احمد'' کی پیدائش کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی (ازدواجی) تعلق نہیں۔

مرزا قادیانی کے دوسری بیوی سے تیسرے مگر زندہ دوسرے (منجھلے) بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے اپنی سگی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی

سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی۔" (سیرت المہدی جلد اول، ص ۳۰، روایت نمبر ۴۱، مرتبہ مرزا بشیر احمد، ایم اے) اس جگہ صرف حقائق بیان کرنا مقصد ہے۔ اس بحث میں نہیں پڑتے کہ ایک ماں اپنی سوکن اور اپنے خاوند کے درمیان مباشرت کی باتیں اپنے بیٹے سے کررہی ہے، کیسا پاکیزہ ماحول ہوگا اس گھر کا؟

مرزا قادیانی نے خود براہ راست بھی اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے ذریعہ بھی دہلی میں شادی کی۔ پتہ نہیں کس طرح یا کس وجہ سے ایک تقریباً پچاس سالہ شخص کی اپنی ہی عمر کے میر ناصر نواب (نواب نہیں تھے صرف نام کا حصہ نواب ہے) کی بیٹی، ایک ۱۹ سالہ، ناکتخدا، سید گھرانے کی لڑکی سے رشتہ طے ہوگیا۔ رشتے کی منظوری کا خط ملتے ہی مرزا قادیانی نے لوگوں سے پیسہ ادھار پکڑا اور گھر والوں سے خفیہ طور پر دو ملازموں کو لے کر (ایک مسلمان اور ایک ہندو) عازم دلی ہوئے۔

وہاں جب شادی کے لئے ۱۵ افراد کے ہمراہ پہنچے تو نہ زیور، نہ کپڑا، نہ بارات، بس جی دلہن لینے پہنچ گئے۔ روایات میں لکھا ہے کہ ان کے اس طرح شادی کرنے سے دلہن کے والدین کو اپنے رشتہ داروں، لوگوں کے سامنے بڑی شرمندگی اٹھانی پڑی۔

خیر سے جس دن مرزا قادیانی اپنی نئی دلہنیا کے ساتھ قادیان واپس پہنچے تو پتہ چلا کہ اسی دن ان کا بڑا بیٹا مرزا سلطان بھی شادی کرکے اپنی دلہن کے ساتھ قادیان پہنچا تھا۔ کیا مرزا قادیانی اپنی خواہشوں میں اتنے اندھے ہوچکے تھے کہ ان کو اپنی اولاد کی خوشیوں اور حقوق ادا کرنے کا خیال ہی نہیں تھا کہ کب بیٹے کی شادی ہے اور انہوں نے بیٹے کے سر پر سہرا باندھنا ہے، اپنے فرائض ادا کرنے ہیں لیکن اپنی خود غرضی کے اندھے پن میں مرزا قادیانی سب کے اور ہمیشہ جہاں تک ممکن ہوا حقوق پامال ہی کرتے رہے۔ کہتے ہیں ڈائن بھی سات گھر چھوڑتی ہے لیکن یہاں نظر آرہا ہے کہ مرزا قادیانی نے اولاد کو بھی نہیں بخشا۔

ہمیں دلہن کو گھر میں لانے کے بعد ولیمے کی کوئی روایت نہیں ملی۔ اب پتہ نہیں مرزا قادیانی نے ولیمہ کیا ہی نہیں، ویسے بھی ولیمہ کیا ہوتا؟ یا بیٹے کے ولیمے میں ہی اپنا ولیمہ بھی بھگتا دیا۔

مرزا قادیانی ہمیں بتاتے ہیں کہ جب انہوں نے شادی کی تو مدت تک وہ اپنی نئی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرسکے۔ ان کی اس حالت کا علم ان کے کافی دوستوں کو بھی تھا اور بٹالوی صاحب یا کسی دوسرے دوست نے تشویش کا خط بھی بنام مرزا تحریر کیا تھا۔ یعنی وہاں صلائے عام تھی یاران نکتہ دان کے لئے۔

مرزا قادیانی جب دہلی سے دوسری بیوی کو بیاہ کرلائے تو اپنی پہلی بیوی کو جس کے حقوق وہ پچیس سال سے ادا نہیں کررہے تھے پیغام بھیجا کہ "پہلے تو جیسا ہوتا رہا، ہوتا رہا، اب میں نے شادی کرلی ہے اگر تمہارے حقوق ادا نہ کروں گا تو گناہ گار رہوں گا یا تو اپنے حقوق چھوڑ دو، تمہیں خرچہ ملتا رہے گا یا پھر طلاق لے لو۔" (سیرت المہدی جدید ج۱ ص۳۰، روایت نمبر ۴۱) اس عفیفہ کا جواب آیا کہ اس بڑھاپے میں طلاق یا حقوق کیا لوں گی بس مجھے خرچہ دے دیا کرو۔ مرزا قادیانی نے خرچہ کیا دینا تھا ان کے بیٹے مرزا سلطان نے ہی اپنی ماں کی کفالت سنبھالی۔

مرزا قادیانی نے دوسری شادی کے دو سال بعد ہی اپنے خاندان میں اپنی ایک رشتہ کی تقریباً پندرہ سالہ بھتیجی و بھانجی محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ عرف مرزا گاماں سے شادی کرنا چاہی مگر اس خاندان نے انکار کردیا اور اپنی بیٹی ضلع قصور کے رہائشی مرزا محمد سلطان کے ساتھ مرزا قادیانی کے تمام الہامی ڈراووں کے باوجود بیاہ دی اور مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات وہیں کے وہیں پڑے رہ گئے جس کی وجہ سے مرزا قادیانی کو آج تک بدنامیاں مل رہی ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی بیوی بچے دی ماں کو اور دونوں بیٹوں کو مجبور کیا کہ وہ باقی رشتہ داروں کو بھی ساتھ ملا کر محمدی بیگم کے والدین پر اس رشتہ کے لئے دباؤ ڈالیں۔ اگر وہ مرزا قادیانی کی شادی محمدی بیگم سے کروانے میں ناکام رہے تو سنگین نتائج بھگتیں گے اور مرزا قادیانی کے بیوی بچوں نے یہ کام نہیں کیا کیونکہ وہ اس رشتہ کو ایک معصوم بچی پر ظلم سمجھتے تھے کہ ایک باون (۵۲) سالہ بوڑھا جو پہلی دونوں بیویوں کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں، اب ایک اور لڑکی پر ظلم میں مرزا قادیانی کے شریک نہیں بنے۔

جس دن محمدی بیگم کا قصور کے رہائشی مرزا سلطان سے نکاح ہوا، مرزا قادیانی نے اپنے بڑے بیٹے مرزا سلطان کو دیوث اور دشمن اسلام قرار دے کر عاق کردیا۔

جس دن شادی ہوئی اسی دن بچے کی ماں کو طلاق دے دی۔

جس دن شادی ہوئی اسی دن اپنے بیٹے مرزا فضل کو جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی سے مجبور کرکے اس کی بیوی عزت بی بی جو کہ محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن اور مرزا قادیانی کے برادر نسبتی کی بیٹی تھی، کو تحریری طلاق بھجوادی۔

اور باقی رشتہ داروں سے ہمیشہ کے لئے ترک تعلق کی نا صرف قسم کھائی بلکہ خلاف دستور قسم نبھائی بھی۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا اپنا وعدہ نبھانا دستور نہیں تھا۔

کیا نبیوں کا سلوک اور ادائیگی اپنے اہل خانہ سے ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اپنا گھر اُجاڑا، اپنے بیٹے کا

خبروں پر ایک نظر

# علماء ومشائخ کانفرنس سرائے نورنگ

رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

لکی مروت..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے پہلی مرتبہ جنوبی اضلاع کی سطح پر عظیم الشان علماء ومشائخ کانفرنس ۲۵ جنوری بروز ہفتہ کو جامع مسجد مجیدی نورنگ میں منعقد کرانے کا فیصلہ کیا، چنانچہ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مقامی مجلس عاملہ نے تمام اضلاع کے ساتھ رابطے کئے۔ تمام اضلاع کے شیوخ حضرات، جید علماء کرام اور دینی مدارس کے مدرسین حضرات کو شرکت کی دعوت دی۔ الحمدللہ! تمام حضرات نے دعوت قبول کر کے کانفرنس میں شریک ہونے کا وعدہ کیا۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد کانفرنس تھی، کیونکہ ختم نبوت کے موضوع پر شیوخ حضرات اور جید علماء کرام کی پہلی کانفرنس تھی۔ صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال نے بھی ساتھیوں سمیت بھرپور کوشش کی۔

۲۵ جنوری کو گلشن نبوی کے محافظین قافلوں کی صورت میں ۱۲ بجے سے پہلے آنے لگے، ضلع لکی مروت کے ۳۳ یونین کونسلوں کے ساتھیوں نے بھرپور شرکت کر کے چار چاند لگا دیئے۔ ضلع کوہاٹ سے مولانا مجاہدین کی قیادت میں بڑی تعداد میں علماء نے شرکت کی۔ ضلع کرک کے امیر مولانا محمودالرحمن کی قیادت میں علماء جلوس کی شکل میں شریک ہوئے۔ اسی طرح ضلع ہنگو کے وفد کی نمائندگی مولانا محمد مستقیم صاحب نے کی۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے وفد کی قیادت مجلس کے مقامی نائب امیر مولانا طارق خالد نے کی۔ ضلع ٹانک سے جے یو آئی کے ڈپٹی جنرل سیکریٹری مولانا حافظ شیر علی، مولانا تاج محمد اور دیگر علماء کرام کی تشریف آوری ہوئی۔ شمالی وزیرستان سے مولانا سید اسد نور اور مولانا عبدالرحمن و دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ ضلع بنوں کے امیر مفتی عظمت بھی کابینہ اراکین کے ساتھ شامل کانفرنس ہوئے۔

دو بجے دوپہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے امیر حاجی امیر صالح خان کی صدارت میں قاری عبیدالرحمن کی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ادا کئے۔ لکی سٹی تحصیل کے ناظم مولانا احمد سعید کے ابتدائی بیان کے بعد جے یو آئی ضلع لکی مروت کے رہنما قاری سیف الرحمن نے فلسفۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی روشنی میں ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کیا۔ ضلع کرک کے بزرگ عالم دین مولانا حافظ ابن یامین نے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ پر بیان کیا۔ ضلع کرک کے مایہ ناز خطیب مولانا محمد شہباز نے علماء سے اپیل کی کہ اپنی زبان و قلم، تحریر و تقریر، منبر و محراب سے ختم نبوت کی بھرپور صدا بلند کریں۔ جے یو آئی کے ضلع لکی مروت کے ضلعی امیر عبدالرحیم، مولانا عبدالمتین، مولانا عابد کمال اور مولانا بشیر احمد حقانی نے بھی بیانات کئے۔ ضلعی جنرل سیکریٹری مولانا عبدالرحیم نے تمام مشائخ حضرات اور علماء کرام کا شکریہ ادا کیا، اس کے بعد اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کو دعوت خطاب دی۔ مفتی شہاب الدین نے علماء و مشائخ حضرات کے سامنے ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر پُرنم آنکھوں سے خطاب کر کے سفید ریش مشائخ وعلماء کے چہروں پر آنسوؤں کی لڑیاں بہادیں۔ انہوں نے کہا کہ پختون قوم کا شجرۂ نسب سیدنا حضرت خالد بن ولیدؓ سے ملتا ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جنگ یمامہ میں ختم نبوت کے لئے لڑنے والے اور فتحیاب ہونے والے لشکر کی قیادت کی تھی۔

دوم یہ کہ ہمارا تعلق حدیث کی سند ونسبت سے دو یا تین واسطوں سے ان اکابرین دیوبند سے ملتا ہے جنہوں نے ختم نبوت کے لئے بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں یعنی حضرت علامہ مولانا انورشاہ کشمیریؒ اور بابائے جمعیت مولانا غلام غوث ہزارویؒ۔

سوم یہ کہ تحریک ختم نبوت کی قیادت بھی آپ لوگوں نے کی۔ ۱۹۷۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے، جس کا تعلق پشاور سے تھا جبکہ قومی اسمبلی میں تحریک کی قیادت مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کر رہے تھے اور ان کے ساتھ باقی علماء کرام، مولانا غلام غوث ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، شیخ الحدیث مولانا نعمت اللہ، مولانا صدر الشہیدؒ اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والے مولانا عبدالحق تھے، ان حضرات کا تعلق بھی آپ کے علاقوں سے تھا، لہٰذا جب آپ کا تعلق عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ بہت گہرا ہے تو آپ تحفظ ختم نبوت اور دفاع کے لئے آگے آئیں، تمام شرکائے کانفرنس نے حضرت مفتی صاحب کی آواز پر لبیک کہا۔

مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرات علماء کرام! ۱۲ گھنٹے کے مسلسل سفر کر کے آپ حضرات

لے سامنے حاضر ہوں، اس وقت پوری دنیا میں قادیانیت آخری سانسیں لے رہی ہے اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب پوری دنیا میں قادیانیوں کو سرچھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں قادیانیوں اور مرزائیوں کا تعاقب کررہی ہے۔

حضرات علماء کرام! آپ حضرات سے صرف ایک ہی گزارش کرنے آیا ہوں کہ آقا نامدار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنے مدارس میں ختم نبوت کے موضوع پر تمام طلبا کو روزانہ کم از کم دس منٹ درس دیجئے اور خطباء حضرات پورے مہینے میں کم از کم ایک جمعہ کا خطبہ ختم نبوت کے لئے وقف کریں۔ قادیانی ومرزائی بے سہارا ہوگئے ہیں اور دن بدن ختم ہورہے ہیں۔ آپ اپنے شہر میں دیکھ لیں کہ کبھی ان لوگوں نے ایک جتھہ بنایا تھا، اب ان میں سے اکثر مسلمان ہوگئے ہیں اور انشاء اللہ باقی بھی مسلمان ہوجائیں گے۔ لہٰذا آپ حضرات وعدہ کریں کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو صف اول میں کھڑا کریں گے اور انشاء اللہ آخری دم تک عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے اور آقا نامدار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ دعا سے پہلے مفتی ضیاء اللہ نے قراردادیں پیش کیں۔ سینئر نائب امیر مولانا عبدالغفار نے اختتامی دعا کرائی۔ نماز عصر کے بعد علماء ومشائخ اور مہمانوں کی ثرید اور پرتکلف چائے سے تواضع کی گئی۔

مولانا محمد طیب، صاحبزادہ امین اللہ، مولانا نقیب، مولانا عاطف اللہ، مولانا شبیر احمد حقانی، مولانا گل رئیس خان، انور جمال، عظمت اللہ اور دیگر ساتھیوں نے بہترین انتظامات کرکے مہمانوں کے دل جیت لئے۔ مولانا گل فراز شاکر کی نگرانی میں انصار الاسلام کے ساتھیوں نے سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیئے۔

نماز مغرب سے پہلے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، مولانا عابد کمال اور ضلعی مجلس عاملہ کے اراکین قادیانیت سے تائب ہونے والے نومسلم بھائیوں کے پاس گئے، نو مسلم بھائیوں نے بڑی گرم جوشی سے علماء کا استقبال کیا اور اپنے ہاں آنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ ضلع کی مروت سے جانے سے پہلے صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کی مروت کے اراکین عاملہ کو کامیاب کانفرنس پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ حضرات کے کام سے مطمئن ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆

ترتیب جدید ایڈیشن

عقیدۂ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے موضوع پر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تصنیف

تحفۂ قادیانیت کامل ٦ جلدیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر وارتداد اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں لکھے گئے

بیسیوں مضامین ومقالات اور رسائل کا مجموعہ، عام فہم اور اچھوتا انداز تحریر، خوبصورت جلد، جاذب نظر سرورق

رعایتی قیمت صرف: **1200** روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115595, 021-34130020

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم.... وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن.'' (النور:۳۰،۳۱)

ترجمہ: ''آپ فرمادیجئے مومن مردوں سے کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہوں کو اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی.... اور فرمادیجئے مومن عورتوں سے کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

ان کو معلوم تھا کہ کسی مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا جائے تو اسے نفع ہوتا ہے اور ان تک پہنچتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لئے کھودے گئے کنویں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ھذا لام سعد'' (یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے) انہیں معلوم تھا کہ عورت و مرد کے جس طرح اور دوسرے احکام مختلف ہیں، ایسے ہی نماز کا طریقہ بھی قدرے مختلف ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابووائلؓ سے فرمایا تھا کہ: مرد تکبیر تحریمہ میں کانوں تک اور عورتیں سینہ برابر ہاتھ اٹھائیں، انہوں نے اب تک یہ سنا تھا کہ عورتوں کا مسجد کی بجائے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے اپنی نگاہوں پر اچک لیتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آج کی عورتوں کے حالات معلوم ہوتے تو مسجد میں آنے سے منع فرمادیتے، اسی طرح مسلمانوں نے آج تک یہی سنا تھا کہ عورت بغیر محرم کے

## بقیہ: دین کے نام پر بے دینی کا پرچار

تین دن کا سفر نہ کرے، کیونکہ ارشاد ہے: ''لاتسافر امراۃ یوم ولیلۃ الا معها ذو محرم'' (نہ سفر کرے کوئی عورت ایک دن اور رات کا مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہونا چاہئے) مگر اس جدت پسند اور آزاد خیال، نام نہاد مفسرہ نے ان تمام مسائل کا انکار کرتے ہوئے باور کرایا کہ ان کے خیال میں ان سب کی اجازت ہے، چنانچہ اس کے ہاں حالتِ حیض میں قرآن پڑھنا جائز ہے، ناپاکی کی حالت میں قرآن کو ہاتھ لگانا جائز ہے، نماز کی قضا نہیں، چہرے کا پردہ نہیں، عورت اور مرد کا بلاحجاب میل جول جائز ہے، ایصال ثواب کا کوئی وجود نہیں، مرد اور عورت کی نماز ایک طرح ہے، عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھا کریں اور خواتین بغیر محرم کے جہاں چاہیں آئیں جائیں، ان پر کوئی پابندی نہیں بلکہ حد تو یہ ہے کہ چشم بد دور عورت مردوں کی امامت بھی کراسکتی ہے، ماشاء اللہ! کیا خوب نئی شریعت ایجاد فرمائی اور نوجوانوں کی تفریح طبع کے لئے کیا خوب سامان مہیا فرمائے! اسی طرح اس کی کیسٹیں سن کر ایک نوجوان نے پوچھا کہ عورت کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا کہ شریعت میں تو جائز نہیں البتہ دور حاضر کی ایک مجتہدہ کے ہاں یہ جائز ہے۔ شاید اس لئے کہ اگر کسی جوان خاتون کو کسی جگہ امام مقرر کرلیا جائے تو ہمارے معاشرہ کا نوجوان طبقہ وہاں خوب ذوق و شوق سے لمبی لمبی نمازیں پڑھے گا، ممکن ہے یہ فتویٰ اور مسئلہ بھی اسی غرض سے گھڑا گیا ہو کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس تحریک الحاد کی طرف متوجہ ہوں؟ اور خوبرو دوشیزہ کی اقتدا میں نہایت ذوق وشوق سے پانچ وقتہ نماز ادا کیا کریں؟.....''

لہٰذا محترمہ قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کرنے اور اہل سنت والجماعت کے متفقہ مسائل کے انکار کی بنا پر دینی مسائل کے بیان اور بتلانے میں قابل اعتماد نہیں، مزید یہ کہ وہ اپنی ذاتی سوچ اور نظریہ کے پرچار اور اشاعت کے لئے اس مذکورہ بالا ادارے کو چلا رہی ہیں، جب کہ پاکستان کی اکثریت عوام اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتی ہے اور فہم مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے ان کی تقلید کرتی ہے، اس لئے موصوفہ کے ساتھ یا ان ادارے کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنا صحیح اور درست نہیں، اس لئے کہ یہ دین و ایمان اور غیرت کی بات ہے۔

باقی رہی ان کی دعاؤں وغیرہ پر مشتمل کتابیں چھاپنا یا لینا تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ انہی کتابوں کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو شکار کرتی ہیں اور اپنی فکر ان پر مسلط کرتی ہیں۔ اس لئے ان کی کتابیں نہ لی جائیں اور نہ ہی ان کو چھاپا جائے۔ اس لئے کہ اگر ان کے ذریعے کسی کا ایمان صحیح متزلزل ہوگیا اور ان مسائل کے اقرار یا انکار کی بنا پر کسی مسلمان آدمی کا ایمان جاتا رہا تو یہ کتابیں چھاپنے والے اور تقسیم کرنے والے برابر کے شریک جرم ہوں گے، اس لئے بہتر ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے اور مستند علماء کرام کی دعاؤں وغیرہ پر مشتمل کتب پرنٹ کرائی جائیں۔ مسنون دعائیں وغیرہ مستند علماء کرام کی موجود ہیں، علماء کرام سے اجازت لے کر ثواب کی نیت سے انہیں شائع کرسکتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

بفیضانِ نظر حضرت اقدس مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب و حضرت اقدس شہید ختم نبوت مولانا **محمد یوسف لدھیانوی** صاحب نور اللہ مرقدہما

زیر سرپرستی

**عبدالرزاق اسکندر**

و

**عزیز احمد**

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بدعاء

حضرت مولانا **عبدالمجید** لدھیانوی صاحب

زیر نگرانی

حضرت لدھیانوی شہید

**احمد میاں حمادی**

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

# 33 ویں

# ختمِ نبوۃ کانفرنس

## سالانہ عظیم الشان

بمقام

**ایم اے جناح روڈ نزد جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم**

**بتاریخ 7 مارچ 2014ء بروز جمعۃ المبارک بعد از عشاء**

## عنوانات

| | | |
|---|---|---|
| توحید باری تعالیٰ | سیرۃ خاتم الانبیاء | مسئلۂ ختم نبوۃ |
| انسدادِ توہین رسالت | عظمت صحابہ واہل بیت | اِتحادِ اُمت |

اور رد قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

**عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ سندھ**

Contact No: 0235-571613, 0300-3351713, 0333-2881703